بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 47 — شمارہ 18

ہفت روزہ **بدر** قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر منیر احمد خادم
نائبین قریشی محمد فضل اللہ، منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈیا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

3 محرم 1419 ہجری 30 شہادت 1377 ہش 30 اپریل 98ء

لندن ۲۵ اپریل (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر وعافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ حضور پر نور نے کل مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو آنحضرت ﷺ کی سنت کے مطابق مخالفین کے مقابلہ میں صبر و تحمل سے کام لیتے ہوئے دعاؤں کی تلقین فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پر نور کا حامی و ناصر ہو اور قدم قدم پر معجزانہ تائید و نصرت فرمائے۔

مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قرآنی شریعت کی سچائیاں دنیا کو دکھاؤں

ہمت بلند

ہمت نہیں ہارنی چاہئے ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت اور تائید کیلئے تیار رہنا چاہئے اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے۔ مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں کہ اس میں موقع شناسی نہ ہو۔ موقع شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے وہ تہور ہوتا ہے مومن میں شتابکاری نہیں ہوتی بلکہ وہ نہایت ہوشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کیلئے تیار رہتا ہے اور بزدل نہیں ہوتا۔

انسان سے کبھی ایسا کام ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے مثلاً کسی سائل کو اگر دھکا دیا تو سختی کا موجب ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے اور اُسے توفیق نہیں ملے گی کہ اُسے کچھ دے سکے لیکن اگر نرمی یا اخلاق سے پیش آوے گا اور خواہ اُسے پیالہ پانی ہی کا دے دے تو وہ ازالہ قبض کا موجب ہو جاوے گا۔

قبض وبسط

انسان پر قبض اور بسط کی حالت آتی ہے۔ بسط کی حالت میں ذوق اور شوق بڑھ جاتا ہے اور قلب میں ایک انشراح پیدا ہوتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ بڑھتی ہے نمازوں میں لذت اور سرور پیدا ہوتا ہے لیکن بعض وقت ایسی حالت بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ذوق اور شوق جاتا رہتا ہے اور دل میں ایک تنگی کی سی حالت ہو جاتی ہے جب یہ صورت ہو تو اس کا علاج یہ ہے کہ کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور پھر درود شریف بہت پڑھے۔ نماز بھی بار بار پڑھے۔ قبض کے دور ہونے کا یہی علاج ہے۔

حقیقی علم

علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذریعہ ہوتا ہے اور خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اگر علم سے اللہ تعالیٰ کی خشیت میں ترقی نہیں ہوتی تو یاد رکھو وہ علم ترقی معرفت کا ذریعہ نہیں ہے۔ (الحکم جلد ۷ صفحہ ۲ مورخہ ۱۰ رجون ۱۹۰۳ء)

ایمان کیونکر پیدا ہوتا ہے

قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جب تک انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کے مامور اور مرسل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ ان نشانوں میں ابتلا اور اخفاء کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں۔ سعید جو باریک بین اور دور بین نگاہ رکھتے ہیں اپنی سعادت اور مناسبت فطرت سے اُن امور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں دیکھ لیتے ہیں اور ایمان لے آتے ہیں لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں اور جن کی فطرت کو سعادت اور رشد سے کوئی مناسبت اور حصہ نہیں ہوتا وہ انکار کرتے ہیں اور تکذیب پر آمادہ ہو جاتے ہیں جس کا بُرا نتیجہ اُن کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

دیکھو مکہ معظمہ میں جب آنحضرت ﷺ کا ظہور ہوا تو ابو جہل بھی مکہ ہی میں تھا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکہ ہی کے تھے لیکن ابو بکرؓ کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کے ساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے۔ راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا کہ کوئی نئی خبر سناؤ اور اُس نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو اسی جگہ ایمان لے آئے اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپ نے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے۔ لیکن ابو جہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے لیکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا اور تکذیب ہی کرتا رہا۔

اس میں کیا سر تھا؟ پیدائش دونوں کی ایک ہی جگہ کی تھی۔ ایک صدیق ٹھہرتا ہے اور دوسرا جو ابو الحکم کہلاتا ہے وہ ابو جہل بنتا ہے۔ اس میں یہی راز تھا کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔ غرض ایمانی امور مناسبت ہی پر منحصر ہیں۔ جب مناسبت ہوتی ہے تو وہ خود معلم بن جاتی ہے اور امور حقہ کی تعلیم دیتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل مناسبت کا وجود بھی ایک نشان ہوتا ہے۔

میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں اور میں وہ قوت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں مگر افسوس میں اس دُنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دے گا اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائے گی لیکن وہ وقت وہ ہو گا کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جاوے گا اور پھر کوئی ایمان سود مند نہ ہو سکے گا۔

سلیم الفطرت احمدی ہوتے ہیں

میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے وہ دور سے اُس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے۔ میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے اور جو مردہ طبیعت کے ہیں اُن کو میری باتیں سود مند نہیں معلوم ہوتی ہیں وہ ابتلا میں پڑتے ہیں اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں اور اس بات کی ذرا بھی پروا نہیں کرتے کہ اُن کا انجام کیا ہونے والا ہے۔

میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اُٹھائیں گے؟ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ بھی اُٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسر رہ کر اس دُنیا سے اُٹھے ہیں تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں جو حسن ظنی سے کام لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اُن کا ایمان اُن کو ضائع نہیں کرتا بلکہ برومند کرتا ہے میں کہتا ہوں کہ صادق کی شناخت کے لئے بہت مشکلات نہیں ہیں۔ ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور خدا کا خوف مد نظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے لیکن جو تکبر کرتا ہے اور آیات اللہ کی تکذیب اور ہنسی کرتا ہے اس کو یہ دولت نصیب نہیں ہوتی۔

خصوصی اعلان دُعا

مکرم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان مع بیگم صاحبہ پاکستان گئے ہوئے ہیں وہاں سے بذریعہ فون اطلاع ملی ہے کہ محترم موصوف اچانک شدید بیمار ہو گئے تھے۔ اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں انتہائی نگہ داشت والے وارڈ میں (I.C.U) میں داخل تھے۔

محترم صاحبزادہ صاحب کو اچانک ۱۰۶ ڈگری بخار ہو گیا تھا اور ساتھ ہی shivering اور Convulsion شروع ہو گئے تھے۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ پیٹ میں Infection ہو گیا تھا۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت قدرے بہتر ہے اور ہسپتال سے Discharge ہو گئے ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں صاحبزادہ صاحب موصوف کیلئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے کامل وعاجل شفا عطا کرے۔ آمین۔

(قائم مقام امیر جماعت احمدیہ قادیان)

غرض بعثت مسیح موعود

مجھے بھیجا گیا ہے تاکہ میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اس قدر ہو کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔

اس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ جلد پنجم)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان   اداریہ   30 اپریل 1998

پاکستان کے بعد

اب ہندوستان میں بھی دیوبندی فرقہ پرستی کا زہر

گزشتہ گفتگو میں ہم آئین ہند اور مسلم پرسنل لاء کی روشنی میں واضح ثبوتوں کے ساتھ تحریر کر چکے ہیں کہ احمدی بفضلہ تعالیٰ اپنے عقائد کی رو سے مسلمان ہیں اسی طرح ہم سابق میں ملک کی عدالتوں کے معینہ فیصلوں کو بھی پیش کر کے بتا چکے ہیں کہ شروع سے ہی ملکی عدالتوں نے احمدیوں کے مسلمان ہونے کے متعلق فیصلے صادر فرمائے ہیں۔

اب ہم حکومت ہند کو دیوبندیوں کی پیش کردہ قرارداد کی شق نمبر ۲ پر کسی قدر روشنی ڈالتے ہیں۔ لکھا ہے کہ :۔

> "نیز یہ کانفرنس پوری سنجیدگی کے ساتھ حکومت ہند سے پرزور مطالبہ کرتی ہے کہ قادیانیوں کو مسلم فرقہ سے الگ کر کے غیر مسلم قرار دے اور انہیں مسلمانوں والا کلمہ اور دوسری اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے اور اپنی عبادت گاہ مسجد کی شکل میں بنانے اور ان کو مسجد کا نام دینے سے روکے"۔

بقول ان کے اسلامی اصطلاحات کو استعمال کرنے کا حق صرف اور صرف مسلمانوں کو اور بالخصوص دیوبندی مسلمانوں کو ہے گویا ان کے نام اسلامی اصطلاحات کو استعمال کرنے کے مالکانہ حقوق بالکل اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح کسی بھی تجارتی کمپنی کا نام اور اس کی بنائی ہوئی مصنوعات کو اپنی طرف منسوب کرنے کا حق کسی دوسرے کو نہیں۔ چونکہ تمام قسم کی اسلامی اصطلاحات اسلام کے ٹھیکیدار دیوبندیوں کے نام رجسٹرڈ ہیں اس لئے احمدی ان کو استعمال کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ آج یہ حق احمدیوں کو نہیں اور کل اس کیلئے بریلویوں، شیعوں اور دیگر اسلامی فرقوں کو بھی تیار رہنا چاہئے کہ وہ اپنی اپنی الگ اسلامی اصطلاحات گھڑ لیں کیونکہ خدا جانے کب دیوبندی موڈ پاکستان کی طرح ان کے حق میں بھی کسی روز خراب ہو جائے۔

اسلامی اصطلاحات پر غالب اور صاحب اقتدار اسلامی فرقہ کے مالکانہ حقوق کو تسلیم کرنے کی بناء پر ہی پاکستان میں فرعون زمانہ ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء میں صدارتی آرڈیننس جاری کر کے احمدیوں کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال پر پابندی لگا دی تھی۔ چنانچہ پاکستان میں احمدی کلمہ نہیں پڑھ سکتے مساجد میں اذان نہیں دے سکتے۔ بسم اللہ لکھ یا بول نہیں سکتے۔ السلام علیکم۔ انشاء اللہ۔ ماشاء اللہ جیسی اسلامی اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے اور اب یہی چیز اسلام کے خود ساختہ ٹھیکیدار دیوبندی اور جمعیۃ العلماء کے ملاں ہندوستان میں بھی رائج کرنا چاہتے ہیں اور اس کیلئے انہوں نے ۱۴ر جون ۹۷ء کو حکومت ہند کی خدمت میں پیش کردہ قرارداد میں اپنے خیالات فاسدہ کا اظہار بھی کیا ہے۔

قبل اس کے کہ ہم دیوبندیوں کے اس بیوقوفی والے مطالبہ کو عقل کے ترازو پر تولتے ہوئے اس کا تاریخی تجزیہ کریں ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر دیوبندی احمدیوں کے متعلق ایسی قرارداد پیش کر سکتے ہیں تو کل کو یقیناً بریلویوں کو بھی یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ دیوبندیوں کو بھی اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے روک دیں کیونکہ بریلوی حضرات کے نزدیک اگر قادیانی کافر ہیں تو دیوبندی اکفر ہیں یعنی سب سے بڑے کافر کیونکہ احمدیوں کو (بقول ان کے) ختم نبوت کے غلط معنی سکھانے والے دراصل دیوبندی علماء ہی ہیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیں بریلوی عالم ارشد القادری صاحب کی کتاب "تبلیغی جماعت" لکھتے ہیں

> "دنیا سے انصاف اگر رخصت ہو گیا ہے تو اب اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ قادیان اور دیوبند دونوں ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں دونوں ایک ہی منزل کے دو مسافر ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ کوئی پہنچ گیا ہے اور کوئی رہگذر میں ہے۔
>
> پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنے کی وجہ سے اگر قادیانی جماعت کو منکر ختم نبوت کہنا امر واقعہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسی انکار کی بنیاد پر تبلیغی جماعت دیوبندی جماعت کو بھی منکر ختم نبوت نہ قرار دیا جائے۔
>
> آپ کہیں گے قادیانی جماعت کے لوگ چونکہ حضور ﷺ کے بعد ایک نیا نبی مانتے ہیں اس لئے انہیں منکر ختم نبوت کہا جاتا ہے میں کہوں گا کہ یہی عقیدہ تو تبلیغی جماعت کا بھی ہے جیسا کہ ان کی کتاب "تحذیر الناس" میں لکھا ہوا۔۔۔ "بنیادی سوال کے لحاظ سے تبلیغی جماعت اور قادیانی جماعت کے درمیان کوئی جوہری فرق نہیں ہے میری اس رائے سے اگر تبلیغی جماعت کے لوگوں کو اختلاف ہو تو میں ان سے مطالبہ کروں گا کہ وہ کھلے بندوں یہ اعلان کر دیں کہ تحذیر الناس ان کی کتاب نہیں ہے"۔ (حوالہ صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

(تبلیغی جماعت مولفہ علامہ ارشد القادری مکتبہ جام نور نئی دہلی نمبر ۶ صفحہ ۱۲۶۔۱۲۷)

پس احمدیوں کو اسلامی اصطلاحات سے روک کر اور پابندی لگا کر دیوبندی حضرات اپنے متعلق بھی تیار رہیں کہ وہی چھری مستقبل میں یقیناً ان پر بھی چلنے والی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جبکہ بریلوی فرقہ کے حضرات اپنے آپ کو خالص مسلمان کہہ کر حکومت کی خدمت میں ایک قرارداد پیش کر کے دیوبندیوں پر اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی پابندی کا مطالبہ کریں گے۔ اس اعتبار سے دیوبندیوں کو اس قسم کی واہیات قراردادیں پیش کرنے سے قبل خود اپنے گریبان میں جھانک کر اور اپنے انجام کو بھانپ کر قدم اُٹھانا چاہئے۔

جہاں تک دیوبندیوں کے اس احمقانہ مطالبہ کا تعلق ہے تو بالکل یہی حق عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی ہے کہ وہ اُن سب اصطلاحات کے استعمال پر پابندی لگا دیں جو خود ان کے مذہب کی تھیں اور بعد میں مسلمانوں نے ان کو استعمال کرنا شروع کر دیا تھا۔

ذیل میں ہم ایسی کئی اصطلاحات کو درج کرتے ہیں جو دراصل مسلمانوں کو یہود سے اور پھر عیسائیوں سے ورثہ میں ملی تھیں اور اب ان مذاہب کا حق ہے کہ وہ ان اصطلاحات کے استعمال سے مسلمانوں کو جبراً روک دیں اور اگر مسلمان نہ رکیں تو ان کا حق ہے کہ وہ حکومت کو ایسی ہی قراردادیں پیش کر کے مسلمانوں کو روکنے کی درخواست کریں۔

کلمہ :۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ کلمہ کا لفظ پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق استعمال ہو چکا ہے اس اعتبار سے کلمہ عیسائیوں کا پیٹنٹ ہوا۔ دیوبندی اب کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت وغیرہ اصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔

مسجد :۔ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ عیسائیوں کے عبادت خانہ کیلئے بھی اللہ تعالیٰ نے مسجد کا لفظ استعمال کیا ہے دیکھو سورۃ الکہف میں مذکور ہے کہ ایک زمانہ کے عیسائیوں نے مشورہ کیا ہے کہ جہاں اصحاب کہف رہتے تھے وہاں وہ مسجد بنائیں گے فرمایا "لنتخذن علیھم مسجدا" (الکہف رکوع ۳) کہ جہاں اصحاب کہف مقیم تھے وہاں ہم ضرور بضرور مسجد بنائیں گے۔ اس اعتبار سے لفظ مسجد قرآن مجید کے بیان کے مطابق خاص عیسائیوں کی اصطلاح ہوئی اور اگر وہ چاہیں تو مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے روک سکتے ہیں۔

اسی طرح چونکہ ہندو بھی اپنے مندروں میں مینار اور گنبد بنواتے ہیں اور یہود و عیسائی بھی گرجوں میں مینار اور گنبد بنواتے ہیں اس اعتبار سے مینار و گنبد وغیرہ بنوانا عیسائیوں اور ہندوؤں کا پیٹنٹ رجسٹرڈ مارک ہوا اور گویا ہندوؤں یا عیسائیوں کا حق ہے کہ وہ حکومت کو ایک قرارداد پیش کر کے مسلمانوں کو اپنی مسجدوں سے مینار اور گنبد ہٹا دینے کیلئے کہیں۔ بلکہ یہ بات تو یہاں تک پہنچے گی کہ چونکہ عبادت کی خاطر کوئی خاص جگہ مخصوص کرنے کا طریقہ مسلمانوں سے قبل کے دیگر مذاہب میں رائج تھا اس لئے اس قسم کی خاص جگہ بنانا بھی پہلے لوگوں کا رجسٹرڈ مارک ہوا۔

اسی طرح اگر آپ بائبل کا مطالعہ کریں تو صاف پتہ لگے گا کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں بہت سی اصطلاحات مشترکہ ہیں جیسے۔ خدا۔ خداوند۔ رسول۔ نبی۔ نماز۔ روزہ۔ ذبیحہ۔ عید۔ دُعا۔ قربانی۔ ختنہ۔ مردوں کو دفنانا وغیرہ وغیرہ یہاں تک کہ خود قرآن مجید میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک میں زندہ ہوں مجھے حکم خداوندی ہے کہ صلوٰۃ وزکوٰۃ ادا کیا کروں۔

اب کیا عیسائیوں یا یہودیوں کو یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ نے اُن سے ہٹ کر ایک نیا دین چلایا ہے اس لئے وہ مسلمانوں سے کہیں کہ وہ نماز۔ روزہ۔ ختنہ۔ ذبیحہ عید وغیرہ کو چھوڑ کر کوئی اور اصطلاحات اپنے لئے رائج کر لیں۔ اور کیا ان کو یہ حق حاصل ہو گیا ہے کہ وہ مسلمانوں سے کہیں کہ چونکہ اسلام سے قبل مردوں کو دفنانے کا رواج تو ہم یہودیوں اور عیسائیوں کا ہے اس لئے مسلمان اب اپنے مردوں کو ہمارے رواج کے مطابق دفنا نہیں سکتے بلکہ کوئی اور طریق اختیار کریں کیونکہ دفنانا ان کا رجسٹرڈ مارک ہے قبریں بنانا ان کا رجسٹرڈ مارک ہے۔ اور اگر مسلمان جلانے لگیں تو ہندو مقابل پر کھڑے ہو کر کہیں کہ مردے جلانا ہمارا رجسٹرڈ مارک ہے۔ ایسی صورت میں بھلا مسلمان کیا طریق اختیار کریں گے۔

یاد رہے کہ یہ تو خیر مذاہب کا معاملہ ہے بین الاقوامی تجارتی قوانین کے تحت بھی اشیاء کے عمومی نام کو رجسٹرڈ کرانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ مثلاً کوئی شخص گندم چاول یا روئی وغیرہ کی رجسٹریشن کسی خاص قوم کیلئے یا ذاتی نام سے نہیں کروا سکتا ان چیزوں کو Non Registerable قرار دیا جاتا ہے۔

اسی طرح جہاں تک اسلامی اصطلاحات کی رجسٹریشن یا مسجد کی خاص قسم کی ڈیزائننگ کا سوال ہے تو یہ بھی انٹرنیشنل رجسٹریشن قوانین کی خلاف ورزی ہو گی کیونکہ یہ اصطلاحات کسی خاص فرد۔ فرقہ یا قوم کی ذاتی ملکیت نہیں ہاں جس جگہ دین کے نام پر دکانداری کرنے والے دیوبندیوں کی احمقانہ حکومت قائم ہو گی شاید وہاں ان قوانین کو توڑا بھی جا سکتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ ٹریڈ مارک کی رجسٹریشن سے قبل اس امر کا جائزہ لیا جانا بھی ضروری ہوتا ہے کہ کہیں کسی اور نے تو اس سے پہلے کسی خاص مارکہ کے حقوق رجسٹریشن تو حاصل نہیں کئے اور ہم اوپر ثابت کر آئے ہیں کہ اگر اسلامی اصطلاحات میں سے بعض ایسی بھی ہیں جو زمانہ قدیم کے مذاہب کا مشترکہ مذہبی ورثہ ہیں تو یقیناً اسلام سے قبل مذاہب کا حق ہو گا کہ وہ ان اصطلاحات کی رجسٹریشن اپنے نام کروائیں پھر چاہے کسی اور کو استعمال کی اجازت دیں یا نہ بنی اسرائیلی اقوام میں پہلا حق یہود کا ہو گا کہ وہ عیسائیوں اور مسلمانوں کو مشترکہ اصطلاحات کے استعمال کی اجازت دیں یا نہ دیں ویدک مذہب میں۔ جینی۔ بدھ اور وید کے بعد کی مذہبی قومیں یقیناً ویدوں کے ماننے والوں کی مرہون منت ہوں گی کہ وہ جس مذہبی اصطلاح کو چاہے اپنے کنٹرول میں رکھیں۔ چاہے آزادانہ استعمال کی اجازت دیں۔

جمعیۃ العلماء اور دیوبند کے کم فہم ملاؤں سے ہماری عاجزانہ درخواست ہے کہ خدا کیلئے ایسی احمقانہ قراردادیں پیش نہ کریں جس کے نتیجہ میں پہلے تو مسلمانوں کا اور پھر دیگر مذاہب کے لوگوں کا باہم جینا دوبھر ہو جائے عالم اسلام پہلے ہی بہت سی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہے اگر آپ لوگ مسلمانوں کی مصیبتوں میں کمی نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم ان میں اضافہ تو نہ کریں۔

اس موقعہ پر انصاف پسندوں سے ہم عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے خود ساختہ ٹھیکیداران ملاؤں نے جو طور طریق اختیار کر رکھا ہے اور جس رنگ میں انہوں نے مسلمان فرقوں کو اپنی شمشیر کفر سے کاٹ کاٹ کر پارہ پارہ کر دیا ہے ان کے اتحاد و اتفاق کو بکھیر کر رکھ دیا ہے اس سے مسلمان تو نہایت کسمپرسی اور لاچاری کی

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی۔ تمناؤں کا سلسلہ اور ہے، قضاء و قدر کا سلسلہ اور ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۷/ فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۷/ تبلیغ ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا.

كُلاًّ نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ. وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا.

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ. وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا﴾.

(سورة بنی اسرائیل: آیات ۲۰ تا ۲۲)

یہ وہ آیات ہیں جن کی میں نے تلاوت کی ہے اور جن کا میرے آج کے خطبے کے مضمون سے تعلق ہے۔ مگر اس سے پہلے کہ میں ان آیات کی کچھ تفسیر بیان کروں مناسب ہوگا کہ میں ان کا لفظی ترجمہ یا تقریباً لفظی ترجمہ آپ کے سامنے پیش کر دوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ جو بھی آخرت کا ارادہ کرے اس میں جو سے مراد شخص واحد بھی ہو سکتا ہے اور عموماً لوگ۔ جیسے مَنْ کے اندر جمع بھی داخل ہوتی ہے تو جو لوگ بھی یا جو بھی آخرت کا ارادہ کرے وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا اور آخرت کے لئے اپنی کوششوں کو وقف کر دے جو کچھ بھی اس کو توفیق ہے اس کے مطابق وہ آخرت کو حاصل کرنے کی کوشش کرے وَهُوَ مُؤْمِنٌ لیکن شرط یہ ہے کہ مومن ہو فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا پس ایسے لوگ ہیں جن کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ مشکور سے مراد یہاں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ لفظوں میں ان کا شکریہ ادا کر رہا ہے، مشکور سے مراد وہ نعمتیں ہیں، وہ کوششیں ہیں جو قدر کی نگاہ سے دیکھی جائیں گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ خطبے کے آغاز ہی میں ان کے کچھ تفسیری پہلو بھی بیان کر دوں تو پھر تسلسل ٹوٹے گا نہیں اس لئے بجائے محض ترجمہ آپ کے سامنے رکھنے کے میں اب اس کو ذرا تفصیل سے بیان کر رہا ہوں۔ كُلاًّ نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ، ہم ان میں سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں ان لوگوں کی بھی اور ان لوگوں کی بھی مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ تیرے رب کی عطاء کے نتیجے میں۔ یہ تیرے رب کی ایک خاص عطاء ہے جس کی وجہ سے ہم، جو لوگ کوشش کرتے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا اور تیرے رب کی عطا ایسی ہے جسے روکا نہیں جا سکتا۔ جب وہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ میں کسی پر اپنی رحمت فرماؤں گا، کوئی عطا کروں گا تو کوئی اس کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ دیکھ لیں کس طرح ہم نے ان میں سے بعض کو بعض دوسروں پر فضیلت دی۔ وَ لَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا اور آخرت اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ درجات کے لحاظ سے بھی بہت بڑی ہے وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا اور فضیلت کے لحاظ سے بھی بہت بڑی ہے۔ ان آیات میں آغاز میں جو سعی کا ذکر فرمایا گیا ہے وہ ایک ہی گروہ معلوم ہوتا ہے لیکن آخر پر جو سعی کے ذکر کے تعلق میں مزید باتیں بیان فرمائیں ان میں دو گروہ دکھائی دینے لگے ہیں۔ وَ مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا جو کوئی بھی آخرت کا ارادہ کرے یا جو لوگ بھی آخرت کا ارادہ کریں اور اس میں وہ اپنی کوششوں کو محو کر دیں ایسی صورت میں ایسے لوگ جو مومن ہوں یا وہ مَن کا لفظ مومن سے تعلق رکھتا ہے اگر مَنْ جمع میں ہے تو مومن کا ترجمہ بھی واحد میں کیا جائے گا لیکن آخر پر جو نتیجہ نکالا جا رہا ہے وہ جمع میں ہے۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مَنْ کے اندر یہ مفہوم ہے ہر وہ شخص جو ایسا کرے اور ہر وہ شخص چونکہ سوسائٹی میں کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے تو اس کی کثرت کو مدنظر رکھتے ہوئے آخر پر فرمایا فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا. بظاہر پہلے واحد کا ذکر چل رہا تھا مگر اس آیت کے آخری حصے نے ثابت کر دیا کہ واحد مراد نہیں ہے۔ ایسے تمام لوگ مراد ہیں اور سوسائٹی کے وہ حصے جو اس پر عمل پیرا ہوں ان سب کے لئے خوشخبری ہے کہ ان کی کوششوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ اب یہ ایک ہی گروہ ہے جس کا تسلسل سے ذکر چل رہا ہے لیکن اگلی آیت میں فرمایا كُلاًّ نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ہم ان میں سے ہر ایک کو مدد دیتے ہیں اِن کو بھی اور اُن کو بھی۔

یہ اِن اور اُن کون لوگ ہیں اس کی تفصیل اگلی آیت میں نظر آتی ہے جس میں فرمایا گیا اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کہ دیکھ ہم نے ان میں سے بعض کو بعض دوسروں پر فضیلت دی ہے۔ پس جو بھی آخرت کی کوشش کرنے والے ہیں ان میں ایک گروہ نسبتاً کم فیض یافتہ دکھائی دیتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ جن کو رزق عطا فرماتا ہے ان میں سے ان کو روحانی، ذہنی اور جسمانی اور مالی رزق نسبتاً کم عطا ہوتا ہے اور کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کو ایک دوسرے پر فضیلتیں عطا کی جاتی ہیں۔ تو فرمایا یہ دونوں گروہ ایسے ہیں جن کی ہم مدد کرتے ہیں یا ان دونوں گروہوں کی ہم مدد کریں گے اگر یہ خدا کی راہ میں جدوجہد کریں اور آخرت کو اپنا لیں اور اسی کی کوشش کریں تو اس راہ کی مشکلات اللہ کی مدد سے دور کی جا سکتی ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل نہ ہو یہ مشکلات دور نہیں ہو سکتیں۔

چنانچہ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ میں ایک اشارہ یہ بھی ہے کہ دنیا کے دو گروہ ہوتے ہیں ایک وہ جن کو خدا فضیلت دیتا ہے اور دوسرے جن پر ان کو فضیلت دیتا ہے۔ اور یہ دوسرے گروہ اور پہلے گروہ دنیا میں جب ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں تو ان کے نتیجے میں بدیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور ان بدیوں کے شر سے بچنے کے لئے بھی دعا ہی ہے جو مددگار ہے اس کے سوا انسان کو ان سے بچنے کی ذاتی اہلیت نہیں ہے۔ یہ زیادہ تفصیلی مضامین ہیں۔ ان کی بحث کو چھوڑتا ہوں اور یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس دور میں جماعت کی تربیت میں میں نے ان آیات کو بہت ہی اہم اور راہنما پایا ہے۔ اور آگے جب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات آپ کے سامنے پڑھوں گا تو ان کا ان کے ساتھ گہرا تعلق دکھائی دینے لگے گا۔

اس تمہید کے بعد میں اب جماعت سویڈن کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے ہلکے اشاروں کنایوں میں میں نے ان کی باتیں کیں پھر پچھلے خطبے میں کھل کر ان کی باتیں کیں اور چونکہ میری نیت خالصۃً آخرت کی نیت تھی اور اللہ جانتا ہے کہ اس سلسلے میں جس قدر بھی دعائیں ممکن تھیں میں ساتھ کرتا رہا اس لئے میں گواہ ہوں اس بات کا فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا کہ ایسے لوگ جو آخرت کی نیت رکھ کر کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ضرور ان کی مدد فرماتا ہے اور ان کی کوششیں رائیگاں نہیں جاتیں۔

آج میں اس کی گواہی کے طور پر یہ اعلان آپ کے سامنے کر رہا ہوں کہ سویڈن کے اکثر وہ خاندان جو میرے اس وقت مخاطب تھے اگرچہ ان کے نام نہیں لئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واپس جماعت کی طرف لوٹ آئے ہیں اور جو ان کے لوٹنے کا انداز ہے، جو خطوط مجھے موصول ہوئے ہیں میرا دل یقین سے بھر گیا ہے کہ یہ توبہ ان کی سچی توبہ ہے اور آئندہ انشاء اللہ ان کی طرف سے مجھے دکھ نہیں دیا جائے گا۔ اس وقت مجھے ان کے خطوط پڑھتے ہوئے جو خوشی محسوس ہو رہی تھی اس خوشی نے ساری تلخیوں کو بھلا دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی وہ حدیث قدسی یاد آگئی جس میں اللہ تعالیٰ کے توبہ کرنے والے بندوں کے ساتھ رد عمل کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک انسان صحرا میں ستانے کے لئے ایک درخت کے سائے تلے لیٹ جاتا ہے اور بظاہر اپنے اونٹ کو محفوظ

طریق پر جیساکہ گھٹنے باندھے جاتے تھے تمام احتیاطوں کے ساتھ الگ بٹھا دیتا ہے۔ اس پر اس کا پانی، اس کا زادراہ سب کچھ ہوتا ہے لیکن جب شام کے وقت یا دوپہر گزرنے کے بعد اس کی آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتا ہے کہ اونٹ غائب ہے۔ اونٹ بھی غائب ہے، زادراہ بھی غائب ہے۔ جو کچھ اس کا اثاثہ تھا، جو کچھ زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضرورتیں تھیں جو صحرا میں سب سے زیادہ پانی کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ سب کچھ غائب ہو گیا۔ ایسا شخص اگر دور افق پر نظر دوڑائے اور ہر طرف دیکھے کہ کہیں بھی اس اونٹنی کی واپسی کے آثار دکھائی دیں۔ (اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ کی آواز جذبات سے گلوگیر ہو گئی چنانچہ آپ نے فرمایا) جو میرا دل جذبات سے ابل رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے تصور سے کہ اللہ اس طرح اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔ اب اگر وہ لوگ جو توبہ کے محتاج ہیں ان کو یہ معلوم ہو کہ اللہ ان کا اس طرح انتظار کر رہا ہے تو بھاری تعداد توبہ کرنے والوں کی ہے جو لپکے گی اس طرف۔ تو اس سے زیادہ خوبصورت مثال توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے کے رشتے کی اور آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔ وہ بندہ محتاج اور مجبور جس سے کچھ کھویا جاتا ہے جتنا اس کے کھوئے جانے کی تکلیف اس کو ہوتی ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کھوئے جانے کی تکلیف ہوتی ہے۔ ان معنوں میں کہ ان کے زیاں کا افسوس ہوتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کا کوئی دل ہے یا اس میں زیاں کے افسوس کی وہی کیفیت ہے جو ہماری ہے مگر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے تمثیلات کے ساتھ انہیں اس طرح بیان کیا کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل پر جو گزرتی ہے وہ ہم جانتے ہیں۔ اور یہ پہچان لیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ قدر شناس ہے جتنا ہم قدر شناس ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ کھوئے ہوئے بندوں کی تکلیف محسوس کرتا ہے جس طرح ہم ایک لق ودق صحرا میں ایک گمی ہوئی اونٹنی کی تکلیف محسوس کرتے ہیں جس کے اوپر ہمارا سرمایہ حیات لدا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ کا تو کوئی سرمایہ حیات نہیں جو اس کے کھوئے ہوئے بندوں پر منحصر ہو۔ اللہ تو غنی ذات ہے۔ سارا عالم بھی اس کو جھٹلا دے، اس کا انکار کر دے اس کو ایک ذرے کی بھی پرواہ نہیں ہو گی۔ اس کے باوجود یہ محبت، یہ اصل پیغام ہے۔ وہ بندہ تو مجبور ہے اس اونٹنی کے انتظار کے لئے جس پر اس کا سارا سرمایہ حیات ہے۔ وہ ذات تو مجبور نہیں ہے جس پر ساری کائنات کا انحصار ہے اس کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کہ اس کو چھوڑ کر کہاں چلے جائیں۔ کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔ پس اس استغناء کے باوجود وہ ہیجان جو اس بندے کے دل میں پیدا ہوا ہے اس ہیجان کا تعلق خدا سے ہو، جیساکہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا ہے، خالصۃً یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کو اپنی مخلوق سے محبت ہے ورنہ محبت کے بغیر اس مسئلے کی سمجھ آ نہیں سکتی۔ اونٹ والے کا انتظار تو اپنی مجبوری، اپنی بقاء کی خاطر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بقاء کا گمشدہ بندوں سے کیا تعلق ہے لیکن ان کی بقاء اس کو پیاری ہے جیسے کوئی اپنے محبوب کو گمشدہ پائے اور باوجود اس کے کہ وہ محبوب کی زندگی اس پر انحصار رکھتی ہو وہ اس کے لئے بے چینی محسوس کرے گا۔ پس یہ جو بنیادی، مرکزی، گہرا پیغام ہے یہ ہے جو بے انتہا عزت اور توقیر کے لائق ہے۔

ہر انسان کو یہ سوچنا چاہئے کہ میرا خدا جو خالق ہے، جو رب ہے، جو مستغنی ہے وہ میرے ضائع ہونے پر بھی ایسا ہی دکھ محسوس کرے گا گویا اس کا انحصار مجھ پر تھا۔ لیکن اگر ایسا شخص واپس نہ آئے تو قرآن کریم کی آیات سے اور رسول اللہ ﷺ کی تشریحات سے پتہ چلتا ہے کہ پھر خدا مستغنی ہے پھر اس کی اس کو کچھ بھی پرواہ نہیں رہے گی، اللہ کو کوئی گزند نہیں پہنچے گا۔ پس اس پہلو سے جب میں جماعتوں کو نصیحتیں کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ ہمارے کھوئے ہوئے دوست واپس آجائیں۔ تو اس میں جماعت کا کوئی نقصان پیش نظر نہیں ہوا کرتا، کبھی بھی نہیں ہوا۔ مجھے علم ہے کہ اگر ایسے لوگ نصیحت کو نہیں مانیں گے اور واپس نہیں آئیں گے تو صرف اپنا نقصان کریں گے جماعت کا ہرگز کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اس قطعی علم کے ساتھ مجھے کوشش کرنا ہے اور میں کوشش کرتا ہوں اور آپ سب کو اس کوشش میں اپنا مددگار بننے کی بار بار درخواستیں کرتا ہوں۔

تو یاد رکھ لیں اس بات کو، اس نکتے کو جو اس تفصیلی حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس کے فلسفے کو سمجھ لیں۔ اگر اس کے فلسفے کو سمجھ لیں گے تو پھر آپ میں سے صرف وہی میرا مددگار ہو گا جس کو بنی نوع انسان سے محبت ہے۔ جس کو بنی نوع انسان سے محبت نہیں اور تعلق نہیں ان پر میری باتوں کا کوڑی بھر بھی اثر نہیں پڑے گا کیونکہ اس مضمون کا تعلق محبت سے ہے۔ جیسے خالق کو تخلیق سے محبت ہے اسی طرح خدا کے بندوں کے ساتھ آپ کی محبت ان کی کمزوریوں میں آپ کو بے چین کر دیتی ہے اور وہ بے چینی ہے جس کے لئے تلاش میں نظریں اٹھتی ہیں اور افق کو کھنگالا جاتا ہے نظروں سے کہ شاید کسی کونے سے ہماری کھوئی ہوئی چیزیں واپس آجائیں۔

پس تمام جماعت کی تربیت کا یہ بنیادی راز ہے۔ اگر آپ کسی شخص کو کھویا ہوا دیکھیں اور دل میں نفرت پیدا ہو یا غصہ پیدا ہو یا تحقیر کے خیالات آئیں کہ یہ تو کچھ بھی نہیں گھٹیا سا انسان تھا، ایک گھٹیا سی لڑکی تھی، گھٹیا سی عورت، گھٹیا سا مرد، یہ جاتے ہیں تو جائیں دفع ہوں۔ اگر یہ خیال آئے تو آپ خود متکبر ہیں پھر آپ کو لوٹنے کی فکر کرنی چاہئے۔ آپ کو خود اپنے خدا کی طرف پہلے لوٹنا ہو گا ورنہ ان کھوئے ہوئے لوگوں کی آپ تلاش کر ہی نہیں سکتے۔ اور تربیت کے کام میں میری راہ میں سب سے بڑی مشکل یہی ہے کہ بڑے بڑے نیک اور مخلص کارکن اور کارکنات بھی تربیت کرتے وقت اپنے آپ کو اس شخص سے اعلیٰ سمجھتے ہیں جس کی تربیت کرنی ہے اور یہ نہیں جانتے کہ ان کی تربیت پر وہ مجبور ہیں اپنی محبت اور پیار کے نتیجے میں۔ اور محبت اور پیار جتنا زیادہ ہوںگے اتنا اعلیٰ اور ادنیٰ کا فرق مٹ جائے گا۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ملفوظات میں کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔

پس جو واقعہ سویڈن میں گزرا اس کا بھی خالصۃً اس سے تعلق تھا۔ ہرگز جماعت کو ان لوگوں کی ضرورت نہیں تھی کہ ان کے بغیر جماعت چل نہیں سکتی لیکن جماعت کی ان سے محبت اور نظام جماعت کی ان سے محبت کو ضرورت تھی اور اس کے لئے کوشاں رہے۔ سالہاسال میں نے کوششیں کیں کہ ان لوگوں کو اپنا اندرونہ نہ دیکھنے کی توفیق نصیب ہو اور وہ سمجھ لیں کہ نظام جماعت ایک تقدس رکھتا ہے۔ اس کے تقدس میں خلل ڈالنے والا ہر شخص جو بے ہودہ گوئی کرتا ہے، بدتمیزی اختیار کرتا ہے اس سے قطعاً ان کو تعلق توڑ لینا چاہئے اور یہ ان کے دل کا طبعی جذبہ ہو گا۔ پس یہ جو مضمون ہے کہ ایک شخص اس نظام کو احترام کی نظر سے نہیں دیکھتا، اس کی تخفیف کرتا ہے جو اللہ کی نمائندگی کرتا ہے وہاں اونٹنی کی طرح اس کے ضائع ہونے کا غم آپ کو نہیں لگنا چاہئے۔ وہاں وہ آیات آپ کی راہنما ہونی چاہئیں جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر کسی کو میری محبتوں کے باوجود پرواہ نہیں تو مجھے بھی اس کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں پھر جہاں جاتا ہے بھٹکتا پھرے ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

پس جو پاک تبدیلیاں وہاں واقع ہوئی ہیں جن کا میں نے ذکر کیا ہے وہ میرے لئے بے انتہا خوشی کا موجب ہیں لیکن اس کے ساتھ کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے جرائم نظام جماعت اور اس کی تذلیل کے تعلق میں بے حد گھناؤنے ہیں اور ہرگز ہم پسند نہیں کریں گے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں، آپ کی جماعت کی مساجد میں آنا جانا رکھیں اور ماحول کو گندہ کریں۔ پس آج کے دن ایک عام معافی کا اعلان بھی ہو گا لیکن آج کے دن وہ سارے لوگ جن کی پہلے سے نظام کو اطلاع کر دی گئی ہے مسجد میں آنے سے منع ہوںگے۔ وہ اور ان کے ساتھی جو ان کے ساتھ بیٹھتے رہے، اٹھتے رہے، جنہوں نے مکروہ باتیں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھیں، ان پر اثر رکھتے تھے اور ہرگز پرواہ نہیں کی کہ ان کو روکیں، وہ سارے آج کے معافی کے اعلان عام سے مستثنیٰ ہیں اور ان کو ہرگز اجازت نہیں کہ وہ ہماری مسجدوں کو گندہ کریں۔ آئندہ کیا ہو گا یہ اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔ لیکن آج کا یہی اہم اعلان ہے جس کو جماعت سویڈن جو یہ خطبہ سن رہی ہو اچھی طرح ذہن نشین کر لے۔

اس موقع پر میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ نیا نظام از سرنو شروع کیا جا رہا ہے اور نئے عہدیداروں کی ضرورت ہو گی اس لئے میں نے سوچا ہے کہ میرے نمائندہ کی موجودگی میں آج یا کل مناسب وقت میں نئے انتخابات کروا لئے جائیں۔ یہ انتخابات عنقریب ہونے والے ہیں مگر اس دوبارہ روحانی ولادت کے نتیجے میں ضروری ہے کہ ابھی سے یہ انتخاب ہو جائیں اور اس کو ٹالا نہ جائے۔ ان انتخابات کے متعلق میں یہ اعلان کر رہا ہوں اور جماعت سویڈن غور سے سن لے کہ قاعدہ یہ ہے کہ مجلس شوریٰ کے نمائندے بڑی جماعتوں میں جہاں امارت ہو، وہ مجلس شوریٰ کے نمائندے جو ہر جماعت سے منتخب ہوتے ہیں وہی ان کا انتخاب کرتے ہیں اگرچہ ہنگامی موقعوں پر استثنائی طور پر مجھے اختیار ہے کہ وقتی طور پر ان قواعد و ضوابط کو ٹال دوں اور جو تربیت کی روح ہے اس کو پیش نظر رکھ کر استثنائی فیصلہ کروں مگر میں کلیۃً اس طریق کار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہتا۔ یہ ایک بہت اچھا طریقہ ہے کہ جماعت کے نمائندے ہی آئندہ امارت اور مجلس عاملہ کا انتخاب کرتے ہیں لیکن ان کو جتنا وقت چاہئے اس وقت کے حصے کو میں الگ کر دیتا ہوں۔ اس لئے آج ہی آپ میں سے جن جماعتوں تک میری آواز پہنچ رہی ہے، یہ انتظار نہ کریں کہ بیس دن چاہئیں یا ایک مہینے کا نوٹس چاہئے، آج ہی اپنے میں سے متقی لوگوں کو چن کر گوٹن برگ کی طرف روانہ کر دیں۔ اگر آج نہ کر سکیں تو کل تک وہاں پہنچ جائیں تا کہ سارے سویڈن کی نمائندگی میں ان کی آئندہ مرکزی مجلس عاملہ کا

ارشاد نبوی ﷺ

خَیر الزَّادِ التَّقویٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

﴿منجانب﴾
رُکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 700001
دکان- 248-1652, 248-5222
رہائش- 243-0794 27-0471

انتخاب ہو۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ اس بات کو نظر انداز نہیں کریں گے اور وہاں یہ سارے نمائندے انشاءاللہ تعالیٰ اکٹھے ہو چکے ہونگے۔

جو نئی روح قائم ہونی ضروری ہے اس میں محبت کے رشتے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ پہلی سب کدورتوں کو کلیۃً کالعدم کر دیں جیساکہ وہ تھیں ہی نہیں اور پیار اور محبت کے رشتوں پر اس نئے نظام کو مضبوط ڈوروں میں باندھیں۔ اور جب بھی کسی بھائی کے خلاف کوئی دل میں کدورت پیدا ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات کو یاد کر لیا کریں جواب میں آپ کے سامنے پڑھ کر سنانے لگا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس جاری تھا جب (گزشتہ) خطبہ ختم ہوا۔ وہ حصہ جو رہتا ہے میں وہاں سے پڑھ کے سناتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں، "انسان بہت آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضاو قدر کی کس کو خبر۔ زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی"۔ یہ ایک بہت ہی اہم پیغام یا نصیحت ہے جماعت کے لئے کہ آپ کی آرزوؤں کو اختیار ہی نہیں ہے کہ آپ زندگی ڈھال سکیں۔ ہزار ہا آرزوئیں دل میں پیدا ہوتی ہیں، ہزار ہا تمنائیں انسان کرتا ہے لیکن اس کی زندگی اس کے مطابق نہیں ڈھلتی۔

ساری دنیا کا معاشرہ بے چین ہے۔ اگر آرزوؤں کو طاقت ہوتی کہ زندگی کو اپنے مطابق ڈھال لیں تو دنیا میں ایک فرد واحد بھی بے چین دکھائی نہ دیتا۔ جبکہ دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں کے سربراہ بھی اور امیر ترین آدمی بھی دل کے اندر ایک بے چینی محسوس کرتے ہیں۔ اس کا اظہار کریں نہ کریں لیکن جب بھی اظہار کے مواقع آتے ہیں ان سے یہی سنا جاتا ہے کہ وہ بے چین ہیں۔ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی مملکت یعنی طاقتور مملکت امریکہ سنی جاتی ہے لیکن صدر کلنٹن کا حال دیکھ لیں اس کو کیا کیا بے چینیاں لاحق ہوئی ہیں۔ اور عراق کے معاملے میں جو صدر کلنٹن کا ردعمل تھا ہرگز بعید نہیں کہ ذاتی بے چینیوں کا رخ موڑنے کی خاطر اس نے یہ سارے اقدامات کئے ہوں۔ بلکہ میرا پہلا ردعمل عراق کے متعلق صدر کلنٹن کے بیانات سے یہی تھا کہ ان کے اوپر جو گندے حملے کئے گئے ہیں جن کی تحقیق اگر ہو انصاف کے ساتھ، تو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ صدر کلنٹن صدر رہنے کے اہل نہیں رہیں گے۔ بعض امریکن چوٹی کے وکلاء کا بھی یہی خیال ہے کہ صدر کلنٹن کے متعلق اگر وہ الزامات ثابت ہو جائیں جن کے متعلق بھاری امکان ہے کہ ثابت ہو جائیں تو ان کو جیل میں بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ اب دنیا کے ایک بلند ترین، مادی لحاظ سے بلند ترین طاقتور ملک کے صدر کا یہ حال ہو کہ اس کے اوپر ایک تلوار لٹکی ہو جس کو معلوم ہو کہ اگر سنجیدگی کے ساتھ کارروائیاں کی جائیں تو بعید نہیں کہ میں صدارتی محل کی بجائے کسی جیل کی کوٹھڑی میں چلا جاؤں اس کا دل بے چین ہی تو ہو گا، اس کی آرزوئیں اس کی کوئی بھی مدد نہیں کر سکتیں۔ پس وہ ردعمل جو میرے دل میں پیدا ہوا کہ قوم کی توجہ ہٹانے کے لئے اور از سر نو قوم کا ہیرو بننے کے لئے اور یہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے کہ قوم مجرم سمجھے بھی تو اس موقع پر اپنے قومی ہیرو کو متعلق خطرات سے الگ کر دے اس لئے یہ عراق والی کارروائی شروع ہوئی ہے اور یہ جو میرا تاثر ہے اس کی تائید میں بہت سے امریکن دانشور بھی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس وقت صدر کلنٹن کا بچنا عراق والے اقدامات کی وجہ سے ہے اور بھاری اکثریت جو اس صدر کی تائید کر رہے ہیں ان سے جب یہ پوچھا جائے کہ آپ ان کو اس معاملے میں مجرم سمجھتے ہیں کہ نہیں؟ کہتے ہیں سمجھتے ہیں لیکن ہمیں پرواہ کوئی نہیں۔ صدر کی افادیت دوسری جگہ اتنی بڑی ہے کہ ہمیں اس چیز کی پرواہ نہیں کہ ان اخلاقی معاملات میں یہ مؤاخذے کے لائق ہو۔ اب اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ساری امریکہ کی اخلاقی حالت ہی گر چکی ہے اور اس گری ہوئی اخلاقی حالت کے بعد اخلاقی کمزوریاں وہ ردعمل پیدا نہیں کرتیں جو آج سے پچاس سال پہلے یا سو سال پہلے ردعمل پیدا کیا کرتی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ آرزوؤں اور تمناؤں سے تمہاری زندگیاں ڈھالی نہیں جاتیں۔ اگر آرزوؤں اور تمناؤں سے زندگیاں ڈھالی جاتیں تو دنیا میں کوئی بھی بے چین دکھائی نہ دیتا۔ اور اب اگر تلاش کرو تو چین رکھنے والا آدمی مشکل ہی سے ملے گا ٹٹولنے کی بات ہے۔ اگر کریدو اور ٹٹولو تو معلوم ہو گا کہ ہر شخص مصیبتوں میں مبتلا ہے اور جو دعاؤں کی ڈاک اکٹھی ہوتی ہے اس کو کوئی ایک نظر سے دیکھ لے تو اس کو اندازہ ہو جائے گا۔ میں ایک دفعہ ڈاک دیکھ رہا تھا تو میری بچی دفتر میں آگئی، ایک بات کرنی تھی۔ اس نے کہا ابّا یہ ڈاک آپ دیکھتے ہیں روزانہ، میں تو ساری عمر ان خطوں کا جواب نہیں دے سکتی۔ اگر ساری عمر میں لکھوں تو میں ان خطوں کا جواب نہیں دے سکوں گی۔ وہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر میں بتانا چاہتا ہوں کہ ساری ڈاک بے چینیوں سے بھری پڑی ہوتی ہے کسی کو کوئی بے چینی لگی ہوئی ہے، کسی کو کوئی بے چینی لگی ہوئی ہے اور تمام بے چینیاں آرزوؤں کی ناکامی پر گواہ ہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "انسان بہت آرزوئیں اور تمنائیں رکھتا ہے مگر غیب کی قضاء وقدر کی کس کو خبر ہے"۔ غیب سے اللہ کی تقدیر ظاہر ہو اس کو کون جانتا ہے۔ "زندگی آرزوؤں کے موافق نہیں چلتی تمناؤں کا سلسلہ اور ہے قضاء وقدر کا سلسلہ اور ہے"۔ کتنی سادہ سی، دل میں اتر جانے والی حقیقت کا بیان ہے مگر یہ سادہ سی دل میں اتر جانے والی حقیقت ہمیشہ فراموش کر دی جاتی ہے یہ مصیبت ہے جو تربیت کی راہ میں حائل ہے۔ پس ایسے لوگ جو بڑے غور سے میرے خطبات کو سنتے ہیں کہ جھوٹ کے قریب نہیں جانا، یہ کرنا ہے وہ کرنا ہے اور واقعۃً دلی ایمان سے سر ہلاتے ہیں کہ ہاں ہم نہیں کریں گے اور واپس جاتے ہیں تو ان کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ کیونکہ عادت اتنی گہری ہے جھوٹ کی کہ کسی نہ کسی موقع پر، کسی نہ کسی بہانے جھوٹ ضرور سر اٹھا لیتا ہے تو ایک جھوٹ ہی کے خلاف جہاد جو ہے بڑی محنت کو چاہتا ہے اور یہ وہ جہاد ہے جو ہر شخص کو اپنے دل میں کرنا چاہئے۔ اس پہلو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باقی تحریر میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

فرماتے ہیں "وہی سچا سلسلہ ہے جو قضاء و قدر کا سلسلہ ہے۔ خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں"۔ عظیم الشان ایک عرفان کا سمندر اس فقرے میں ڈوبا ہوا ہے۔ فرماتے ہیں خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں۔ ایک سوانح وہ ہیں جو ہم دنیا میں لکھتے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ فلاں کی زندگی کے حالات، فلاں کی زندگی کے حالات اور ان میں بہت ہی احترام کے ساتھ، محبت کے ساتھ، مبالغے کے ساتھ اور بعض چیزوں کی پردہ پوشی کرتے ہوئے ایک مرحوم کا ذکر خیر ملتا ہے لیکن بلاشبہ اس کی زندگی کا وہ پہلو نہیں اچھالا جاتا جو دراصل حقیقی اندرونی پہلو ہے اور نہ اس کو اچھالنے کی کسی کو اجازت ہے۔ نہ کسی کو اس اندرونی پہلو تک رسائی ہے۔

پس اُذْکُرُوا مَوْتَاکُم کی نصیحت میں جہاں خیر کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے یعنی نیکی کے ساتھ موتی کا ذکر کیا کرو وہ ہم اسی پر عمل کریں گے۔ گو ہم اسی پر عمل کریں گے اور بدیاں نہیں اچھالیں گے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ بات اپنی جگہ اسی طرح قائم ہے کہ "خدا کے پاس انسان کے سوانح سچے ہیں"۔ بہت ہی پیارا فقرہ ہے، بہت ہی دل ہلا دینے والا فقرہ ہے کہ ہمارے مرنے کے بعد جتنی مرضی لوگ ہماری تعریفیں کریں اور ہمیں اٹھا کر کہیں سے کہیں پہنچا دیں مگر ہماری زندگی کے وہ راز جو بھیانک راز ہیں جن تک صرف ہماری یا ہمارے بعض عزیز ترین قریبیوں کی رسائی ہے اس پر بھی تو کوئی سوانح لکھے اگر لکھنے کی اجازت ہو تو پھر ایک اور انسان کی تصویر ابھرے گی جو نہایت بھیانک ہو گی۔ ایسی تصویر ہو گی کہ ظاہری سوانح کے مقابل پر دل بے اختیار پکاریں گے کہ یہ سوانح سچے ہیں اور وہ سوانح جھوٹے تھے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سوانح کی اشاعت کی تحریک نہیں فرما رہے، فرما رہے ہیں ان سوانح پر تم آگاہ ہو جو خدا کے ہاں سچے ہیں۔ ہر انسان کو خبر ہے ان سوانح کی۔ ہر انسان اگر چاہے تو اپنے دل میں ڈوب کر ان سوانح کی تفاصیل سے از سر نو آگاہ ہو سکتا ہے۔ از سر نو اس لئے کہ اکثر وہ جب دل میں ڈوبتا ہے تو اپنی نیکیوں کی باتیں ہی سوچتا ہے، اپنی بڑائی کے تذکرے ہی سوچتا ہے، یہی سوچتا ہے کہ مجھے دوسرے پر

> معاندین احمدیت شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں۔
>
> اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا
>
> اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

طالب دُعا:- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

PRIME AUTO PARTS

HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

شریف جیولرز

پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان : 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ

کیا فضیلت حاصل ہے۔ پس قرآن میں جن آیات میں فضیلت کا ذکر ملتا وہی فضیلت ہے جو دھوکے کا موجب بھی بن جاتی ہے۔ اللہ نے تو فضیلت عطا فرمائی مگر جس کو عطا فرمائی وہ اپنی فضیلت کے تذکروں میں ہی ڈوبا رہتا ہے اور اپنے دعوؤں کی تلاش نہیں کرتا۔ جو سوانح خدا کے ہاں سچے ہیں وہ سوانح ایسے ہیں کہ اس کی ان تک رسائی ہو سکتی ہے کیونکہ اسی نے تو بنائے ہیں، ان سوانح کا خاکہ اسی کے اعمال ہی نے تو کھینچا ہے۔ پس اس پر غور کے بغیر کوئی سچی توبہ نصیب نہیں ہو سکتی اور کوئی سچی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔

"اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے"۔ اب دیکھ لیں کیسی پیاری بات ہے۔ یہ بتانے کے باوجود کہ خدا کے سوانح سچے ہیں ان پر عمل کرو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جانتے ہیں کہ اس کے باوجود دل سوئے رہیں گے۔ اس کے تذکرے کرتے چلے جائیں، بار بار کریں، عمر بھر کریں مگر جن دلوں کی آنکھ نہیں کھلتی، نہیں کھلے گی، وہ خواب غفلت میں سوئے پڑے رہیں گے اور یہ باتیں ان کے سر کے اوپر سے گزر جائیں گی اور سمجھیں گے کہ دوسروں کے متعلق ہو رہی ہیں ہمارے متعلق نہیں ہو رہیں اور اس میں ساری جماعت جو میرے مخاطب ہے، اِلاَّ مَا شَاءَ اللّٰہ، سب کا یہی حال ہے۔ خود میرا بھی یہی حال تھا اب کم ہو چکا ہے اور دن بدن کم ہو رہا ہے مگر بسا اوقات میں اپنے آپ کو ایسی حالت میں پکڑ لیتا ہوں جہاں میں جانتا ہوں کہ میری سوچ درست نہیں تھی یعنی میرے قلبی رد عمل کی اصلاح کی ضرورت تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہی اچھا طریق ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے توجہ پھیر دی اور پکڑ لیا کہ اچھا طریق نہیں ہے۔

تو یہ سلسلہ اصلاح زندگی بھر کا سلسلہ ہے۔ اس لئے جیسے میں آپ کے سامنے اقرار کر رہا ہوں آپ لوگوں کے سامنے نہ کریں اپنے سامنے تو کریں، اپنے خدا کے سامنے تو کریں اور ان سچے سوانح سے ایک اور حکایت اپنے دل کی، اپنی زندگی کی لکھیں جن سچے سوانح کو جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان سے صرفِ نظر فرماتا رہا ہے۔ جب چاہتا ہلاک کر سکتا تھا لیکن اس کی رحمت اور اس کے حلم نے ہلاکت کا فیصلہ کرنے کی بجائے مہلت دینے کا فیصلہ کیا۔ پس اس مہلت سے فائدہ اٹھائیں اور جان لیں کہ یہ مہلت ہمیشہ کی مہلت نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ایسا واقعہ ہو سکتا ہے کہ قضاء وقدر کا سلسلہ ایسے وقت نازل ہو جائے کہ ابھی آپ کی تمنائیں باقی تھیں۔ ایسے وقت میں آپ کی زندگی کا سلسلہ منقطع ہو جائے جس کے بعد پھر کسی اصلاح کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

فرمایا "توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کی اغراض کو بھی درمیان سے اٹھادے اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کر دے"۔ یہ پچھلی ساری بیماریوں کا علاج ہے۔ "توحید کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ اپنے نفس کی اغراض کو درمیان سے اٹھادے"۔ اکثر لوگ توحید سے تعلق اس لئے رکھتے ہیں کہ ان کے نفس کی اغراض توحید سے تعلق رکھے بغیر پوری ہو نہیں سکتیں اور اسی حد تک ان کا تعلق رہتا ہے کہ ان کے لئے ملک عدم کی طرف لوٹنے کا وقت آجاتا ہے یا ملک عدم تو یونہی محاورہ ہے آخرت کی زندگی کی طرف لوٹنے کا وقت آجاتا ہے۔ لیکن خدا کے سچے اور پاک لوگ خصوصاً انبیاء توحید کی اس قسم سے تعلق رکھتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت میں اپنے نفس کی اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دیتے ہیں اور اپنے وجود کو اس کی عظمت میں محو کر دیتے ہیں۔ یہ جو تعلق ہے یہ ہر قسم کی اصلاح کی قدرت رکھتا ہے۔

جو توحید کے لئے اپنے نفس کی اغراض کو اٹھادے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو توحید سے متصادم اغراض ہیں ان کی کوئی بھی حیثیت نہ دیکھے۔ وہ ساری زندگی توحید کے مطابق ہو جائے گی۔ اس سے بہتر علاج ان بیماریوں کا نہیں ہے جو اس سے پہلے بیان کی جاتی رہی ہیں۔ توحید کی خاطر اپنے نفس کی اغراض کو بیچ سے اٹھادے۔ اللہ تعالیٰ سے توحید کا تعلق مانگے اور اپنی نفسانی اغراض کی طلب نہ کرے۔ توحید باری تعالیٰ اس کی اغراض پر نگاہ رکھے گی اور غرض وہ پوری فرمائے گا وہی حقیقت میں ہمارے فائدے کی غرض ہوگی۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ کی دعا میں نے بارہا آپ کو یاد دلائی ہے، رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ، یہ نہیں کہا کہ میری یہ غرض ہے اور میری یہ غرض ہے، میری وہ غرض ہے۔ اغراض تو اس دعا میں مضمر ہیں لیکن فرمایا جو تو پسند فرمائے وہ غرضیں پوری کر دے تو اس دعا کے نتیجے میں دیکھیں آپ کو سب کچھ حاصل ہو گیا۔ دنیا بھی حاصل ہوئی اور آخرت بھی حاصل ہو گئی۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس فقرے میں یہی بات بیان فرما رہے ہیں کہ اپنے نفس کی اغراض اللہ کے تعلق میں اپنی نظر سے اٹھادو۔ ان کو اٹھا کر ایک طرف کر دو پیچھے صرف توحید کی محبت باقی رہ جائے گی اور جب توحید کی محبت میں آپ اپنی اغراض کو ایک طرف پھینکیں گے تو اللہ آپ کی اغراض کا نگران ہو جائے گا۔ اللہ لازماً آپ کی مدد فرمائے گا۔ کُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ کا یہ مضمون بھی ہے۔ ان خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل پانے والوں کے ساتھ، ہر گروہ کے ساتھ اللہ کا ایک مدد دینے کا تعلق ہے اور مدد اس کو دے گا جو خدا کی مدد کے سوا کسی اور مدد کا سہارا ڈھونڈے ہی نہیں یہ بھی توحید کی ایک قسم ہے۔

پس بہت دعائیں کرنے والے اپنی دعاؤں کے ماحصل سے غافل ہوتے ہیں یعنی جو ان کی دعاؤں کو پھل لگنا چاہئے وہ نہیں لگتا اور ان کو نہیں پتہ چلتا کہ کیوں نہیں لگ رہا۔ کُلًّا نُّمِدُّ هٰۤؤُلَآءِ وَهٰۤؤُلَآءِ میں وہ لوگ ہیں جن کے متعلق فرمایا کہ وہ آخرت کی سعی کرتے ہیں یعنی دنیا طلبی کا ان کے دلوں میں کوئی اشارہ تک نہیں ہوتا ان میں سے ان کی ہر قسم کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے اور ان کو مدد دیتا ہے جو مدد کے دوسرے راستے کاٹ ڈالتے ہیں۔ تو ان آیات میں جو گہرا فلسفہ ہے کہ آپ کی دعائیں کیسے مقبول ہوں گی وہ کھول کر بیان فرمایا گیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام باتیں قرآن کریم کی آیات کی تفسیر ہی ہیں ان سے ہٹ کر نہیں۔ پس وہ آیات جو ہم روز پڑھتے چلے جاتے ہیں اور پڑھتے چلے جاتے ہیں مگر ان کے مرکزی نکتے کو نظر انداز کرتے چلے جاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار اس طرف نظر کو پھیرتے ہیں اور توجہ دلاتے رہتے ہیں جیسا کہ فرمایا اس لئے دل کو جگا جگا کر غور کرنا چاہئے۔

یہ امور ایسے نہیں ہیں جن کو سادہ آدمی نہ سمجھ سکیں، جن کو سمجھنے کے لئے کسی صاحب عرفان بڑے عالم کی ضرورت ہو۔ یہ سارے وہ امور ہیں جن کا تعلیم یافتہ، غیر تعلیم یافتہ، ہوشیار اور سادہ سب سے برابر کا تعلق ہے اور سب ان کو برابر سمجھ سکتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو اسلام کی یہ تعلیم صرف چیدہ چیدہ انسانوں کے لئے ہوتی اور عوام الناس جو خدا ہی کے بندے ہیں ان پر یہ تعلیم چسپاں نہ ہو سکتی۔ مگر میرا یہ مذہب، میرا کامل یقین ہے کہ یہ تعلیمات اپنے اندر جتنی بھی گہرائیاں رکھیں ان میں ڈوبنے کے امکانات تو بہت موجود ہیں مگر اپنی سطح پر بھی وہ پیغام دے رہی ہیں جو ہماری نجات کے لئے ضروری ہے اور ہماری نجات کے لئے کافی ہے۔ پس جو باتیں میں آپ سے بیان کرتا ہوں ہرگز ایسی نہیں کہ ان کو سمجھنے کے لئے عالم ہونا ضروری ہو۔ سادہ انسانی تجربوں میں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور انہی سادہ انسانی تجربوں کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مومنوں کو نصیحت فرمائی ہے۔

اب جہاں تک پرواہ نہ کرنے کا تعلق ہے وہ مضمون بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ پہلے میں نے اس مضمون سے بات شروع کی تھی جہاں بے انتہا پرواہ ہے اور اب بے پرواہی کی باتیں بھی سن لیں۔ "اللہ تعالیٰ کسی کی پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی"۔ ان دو فقروں میں ایک ایسا آپ کو تضاد دکھائی دے گا جو اونٹ والے واقعہ سے متصادم دکھائی دیتا ہے۔ "اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا مگر صالح بندوں کی"۔ وہ بندہ، وہ گنہگار جس کا ذکر اس صحرائی اونٹ کے واقعہ میں بیان ہوا ہے اس پر آپ غور کر کے دیکھیں کہ خدا کی خوشی اس وقت ہوتی ہے جب وہ خدا کا بندہ لوٹتا ہے جیسے گمشدہ اونٹ کے لوٹنے پر اس کے مالک کو خوشی ہوتی ہے۔ جو غائب ہو جائے اس کے نتیجے میں اس کو کوئی خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ تو یہاں پرواہ کا مضمون اس طبعی محبت و اطمینان سے تعلق رکھتا ہے جس کی گویا خدا راہ دیکھ رہا ہے۔ پس یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف صالح بندوں کی پرواہ کرتا ہے اور گنہگاروں کی نہیں پرواہ کرتا۔ وہ گنہگاروں کی پرواہ ان معنوں میں کرتا ہے کہ کسی وقت تو وہ پلٹیں اور کسی وقت تو صالح بندے بننے کی کوشش کریں۔ یہ بات ہے جو اس ظاہری تضاد کو دور کرتی ہے۔ فرمایا اگر تم اس کے صالح بندے بننا چاہتے ہو ایسے بندے جن کی وہ بے حد پرواہ کرے گا تو پھر آپس میں ایک دوسرے کی پرواہ شروع کر دو۔ اگر تم آپس میں ایک دوسرے کی پرواہ نہیں کرو گے تو اللہ بھی تمہاری پرواہ چھوڑ دے گا۔ آپس میں اخوت اور محبت پیدا کرو اور درندگی اور اختلاف کو چھوڑ دو۔ ہر ایک قسم کے ہزل اور تمسخر سے مطلق کنارہ کش ہو جاؤ"۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو بہلانے کے لئے ہلکی پھلکی گفتگو نہ کرو، لطائف بیان نہ کرو، یہ ساری باتیں ایسی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی تحریرات اور اپنے سوانح سے مختلف ہیں۔

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

EXPORTS & IMPORTS
All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves,
Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)
Contact:
OCEANIC EXIM
57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)
PH: 2805209,2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی بسا اوقات مجالس میں، بعض دفعہ مناظروں میں بھی لطائف بیان فرمایا کرتے تھے اور آپ کی عبارت میں بھی ایک ایسی لطافت تھی جو دل کو ہلکا پھلکا کرتی ہے۔ تو تمسخر اور ہزل اور چیزیں ہیں۔ تمسخر اور ہزل میں ہمیشہ کسی دوسرے کی تخفیف مراد ہوتی ہے۔ کسی شخص کو اپنے سے ادنیٰ جاننے کے نتیجے میں، کسی شخص کو گھٹیا سمجھنے کے نتیجے میں اگر آپ کوئی مذاق کریں تو یہ ہزل اور تمسخر کی ذیل میں آئے گا۔ اس قسم کے ہزل اور تمسخر تکبر سے پیدا ہوتے ہیں اور تکبر بدترین گناہ ہے۔ پس جب بھی آپ سوسائٹی کے حالات پر غور کریں آپ کو وہاں مختلف قسم کے لطیفہ گو دکھائی دیں گے۔ بعض ایسے لطیفہ گو ہیں جو بات کی لطافت کی لذت میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں پھر ساری مجلس ہنسی سے زعفران بن جاتی ہے۔ تو کسی شخص واحد کے ذلیل ہونے کا تصور نہیں ہوتا۔ سوسائٹی میں کسی ایک پر حملہ مقصود نہیں ہوتا ایسے لطائف کو ہزل نہیں کہا جاتا لیکن کچھ لطیفہ گو ایسے ہونگے جو آپ اب غور کریں تو شناخت کر لیں گے کہ وہ ہمیشہ ایسی بات کرتے ہیں جس سے آپ میں سے کسی بھائی کی تذلیل مراد ہوتی ہے اور وہ یہ جانتے ہیں کہ وہ اس قسم کا آدمی ہے، اس قسم کا آدمی ہے اور اس کے متعلق جھوٹی باتیں بھی بیان کرتے ہیں اور جھوٹی مثالیں بھی بیان کرتے ہیں اور اس معاملے میں بڑے شہرت یافتہ ہوتے ہیں کہ بڑا مزاحیہ آدمی ہے اس نے فلاں کے گنج کا ایسا مذاق اڑایا، فلاں کی غربت کا ایسا مذاق اڑایا، فلاں کی لاعلمی کا ایسا مذاق اڑایا۔ یہ لوگ ہیں جو ہزل اور تمسخر کی حد میں آتے ہیں اور بعض لوگوں کی ساری زندگی ہزل اور تمسخر کے گھیرے کے اندر صرف ہوتی ہے۔ اگر وہ میری بات سن رہے ہیں تو جب بھی وہ لطیفہ گوئی کریں اس پر غور کر کے دیکھیں کہ لطیفے کا آغاز دل کے اندر کس حصے میں اپنی جڑیں رکھتا ہے۔ اگر وہ ان کی کسی قسم کی بڑائی اور برتری اور اپنے بھائی کی تذلیل کے اس دائرے میں پیوند ہے، اس دائرے میں دبا ہوا ہے جو دل میں موجود ہوتے ہیں، مختلف دل کے دائرے ہیں کچھ یہاں، کچھ وہاں، کہیں تکبر ہے کہیں نیکی کے آثار بھی ہیں تو اس لئے میں آپ کو تفصیل سے سمجھا رہا ہوں کہ اگر تمسخر کے وقت آپ غور کر کے دیکھیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اس تمسخر کی جڑیں آپ کے دل میں کہاں واقع ہیں۔ وہاں اگر نیکی اور بھلائی ہو، اگر محض لطافت ہو، اپنے ماحول کو خوشگوار بنانا مقصود ہو اور کسی اور کی برائی مقصود نہ ہو تو یہ ہرگز ہزل اور تمسخر نہیں جس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو اجازت نہیں دیتے۔

فرماتے ہیں، تمسخر کی اب تعریف دیکھ لیں۔ تمسخر میں جھوٹ کا عنصر شامل ہوتا ہے۔ لازم ہے کہ کچھ نہ کچھ جھوٹ تمسخر میں ضرور شامل ہو اس لئے انبیاء کے ساتھ غیر سوسائٹی کا جو سلوک ہے اس کو قرآن کریم نے تمسخر کے رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں، اب تمسخر سے مطلقاً کنارہ کش ہو جاؤ کیونکہ تمسخر جس کو معمولی سمجھا گیا اگر اس میں جھوٹ کا عنصر شامل ہے تو یہ پودا اکھیڑا جائے گا اور شجرہ خبیثہ کی طرح ادھر ادھر تمام دنیا میں یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہے گا اور اس کی زندگی کا پانی سوکھ جائے گا اس ہواؤں کے ذریعے اس طرف سے ادھر لے جائے جانے والے پودے میں رفتہ رفتہ کوئی جان بھی باقی نہیں رہے گی اور یہ وہ باتیں ہیں جو آپ میں سے ہر ایک کو سمجھنی ہیں، لازماً سمجھنی ہیں اور لازماً سمجھ سکتے ہیں۔ موٹی، معمولی عقل کا انسان بھی ان باتوں کو سمجھ سکتا ہے کہ جب بھی اس کی طبیعت مذاق کی طرف مائل ہو اپنے دل کو ٹٹولے اور دیکھے کہ یہ مذاق دل کے کس حصے میں پیوستہ ہے۔ وہ دل کا Soil یعنی وہ سرزمین دل کی جہاں یہ پیوستہ ہے وہ اگر پاک اور صاف ہے اور اس میں گندے پودے کے اگنے کی گنجائش نہیں ہے تو پھر آپ فائز ہیں۔ آپ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ فوز عظیم کی خوشخبری دیتا ہے ورنہ ضرور آپ نے اکھڑنا ہے اور اکھڑ کے بالآخر موت کی طرف آپ کا سفر شروع ہو جائے گا۔ فرمایا "تمسخر انسان کے دل کو صداقت سے دور کر کے کہیں کا کہیں پہنچا دیتا ہے"۔ میں نے بہت گہری نظر سے ایسے لوگوں کا مطالعہ کیا ہے سو فیصد درست بات ہے کہ اس قسم کے تمسخر میں مبتلا لوگ پھر اپنی نیکی کی حالت پہ کبھی بھی قائم نہیں رہتے۔ پہلی جگہ سے اکھڑے ہوئے دوسری جگہ چلتے چلے جاتے ہیں جہاں موت ان کا انتظار کرتی ہے۔

اس کا علاج کیا ہے؟ "آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ عزت سے پیش آیا کرو"۔ اب یہ جو روزمرہ کی عزت ہے یہ دل کی صفائی کے ساتھ ہونی چاہئے۔ بعض دفعہ تمسخر کرنے والے بھی ایک عزت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو ہم عزت سے پیش آ رہے ہیں کسی آدمی کو چھوٹا دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں آؤ بادشاہو بیٹھو ایتھے۔ 'بادشاہو' کہہ کر بظاہر عزت کرتے ہیں اور حقیقت میں سخت تذلیل کرتے ہیں۔ کسی غریب آدمی کو (کہتے ہیں) سیٹھ صاحب تشریف لایئے۔ اور وہ کہتے ہیں ہم نے تو سیٹھ ہی کہا ہے نا۔ لیکن مراد یہ ہے کہ یہ شخص اتنا غریب اور بے کار ہے کہ سیٹھ کا بالکل Opposite ہے۔ پس بظاہر اس کی عزت ہوئی ہے سیٹھ کہہ کر مگر اس سے زیادہ تکلیف دہ خنجر اس کے دل میں نہیں گھونپا جا سکتا۔ اس کو غریب کہہ دیتے تو اس کو اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ اگر غریب کو سیٹھ کہا جائے تو اس کو اپنی غربت یاد آ جاتی ہے اور برے رنگ میں یاد آتی ہے، تکلیف پہنچاتی ہے۔

پس چونکہ اب وقت ہو چکا ہے میں اس مضمون کو یہاں ختم کرتا ہوں۔ یہ مضمون انشاء اللہ جاری رہیں گے اور میری کوشش ہوگی کہ جماعت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لے۔ پس آج کی یہ بڑی خوشخبری ہے کہ جماعت سویڈن نے ایک کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس تصور کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال لے۔ تو یہ دعا ہے کہ اب ہمیشہ اس بات پر مضبوطی سے قائم ہو جائیں اور موت تک کبھی ان نیکیوں کو ہاتھ سے نہ جانے دیں جو نیکیاں اختیار کرنے کا آج وہ عزم کر چکے ہیں۔ اور اس مجلس میں جو وہاں قائم کی جائے گی میری نمائندگی کے زیر صدارت اس میں دوبارہ اس عہد کو دہرایا جائے گا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

☆......☆......☆......☆......☆

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

ایک کہانی جو حقیقت بن گئی

یہ زمانہ انتشار علوم کا ہے جس کی قرآن کریم میں واضح خبر دی گئی تھی چنانچہ کتابوں اور رسالوں کی کثرت جو آجکل ہے وہ پہلے کس نے کب سنی تھی۔ زمین اپنے پوشیدہ خزانے اگل رہی ہے اور آسمان کی تو گویا کھال اتاری جا رہی ہے۔ سائنسی ناول افسانے اور کارٹون حقیقت کا روپ دھار رہے ہیں نئے نئے علوم کا انکشاف ہو رہا ہے اور اس تیزی سے وقوع میں آ رہا ہے کہ ان کی طرف ایک اچٹتی نگاہ ڈالنے والا بھی حیرت سے پوچھتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ بس وہی کچھ ہو رہا ہے جس کے لئے اہل زمین کے دل و دماغ میں تیز تیز اشارے وصول ہو رہے ہیں۔

۱۹۳۱ء میں ایک امریکن کارٹونسٹ نے ڈک ٹریسی کے نام سے کارٹونوں کا سلسلہ بنایا۔ کارٹون میں ڈک کو اپنے بازو پر ایک گھڑی کے سائز کا موبائل فون باندھے ہوئے دکھایا تھا جو گویا ریڈیو ٹرانسمیٹر بھی تھا اور ریسیور بھی) اس سے وہ باتیں کرتا بھی تھا اور سنتا بھی تھا۔ اب ۶۷ سالوں کے بعد جاپان کی ایک کمپنی NTT نے واقعی گھڑی کے سائز کا کلائی پر باندھنے والا موبائل فون نہ صرف بنا لیا ہے بلکہ وسط فروری ۱۹۹۸ء میں ناگانو جاپان میں منعقدہ ونٹر اولمپک کی انتظامیہ کمیٹی کو استعمال کے لئے مہیا بھی کر دیا ہے۔ اس کا وزن ۷۰ گرام یعنی تقریباً ۲ء۴ تولے ہے۔ اس میں وہ بات ہے جو کارٹونسٹ کو بھی نہ سوجھی تھی یعنی فون کے نمبر بھی ڈائل نہیں کرتے بلکہ اس کے اندر آواز پہچاننے والا کمپیوٹر لگا ہے۔ صرف نمبر بول دیجئے اور وہ خود ہی آپ کے لئے ڈائل بھی کر دے گا۔ شور بھی ہو تو منہ کے قریب لے جا کر فون نمبر بول دیجئے باقی کام فون خود کر لے گا۔ اس کی بیٹری ۱۰۰ گھنٹے تک کام کر سکتی ہے اور ایک گھنٹہ تک بات چیت کی جا سکتی ہے۔ پھر ریچارج کر لیں۔ امید ہے دو سال تک یہ موبائل فون بازار میں آ جائے گا اور ۲۰۰۰ء میں سڈنی میں جو اولمپک گیمز ہو رہی ہیں اس میں کھلاڑیوں کو یہ فون مہیا کئے جا سکیں گے۔

جاپان ہی کی ایک کمپنی ایسا ٹیلیویژن ایجاد کر رہی ہے جو تصویر کے فریم کی طرح دیوار پر لٹکایا جا سکے گا۔ چلو یہ جھنجٹ بھی ختم ہوا کہ ٹی وی کس کونے میں رکھنا ہے۔

امریکہ کا ادارہ ناسا سال ۲۰۰۱ء، ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۵ء میں سڈنی میں مریخ سے وہاں کی مٹی وغیرہ لانے کے لئے مشن روانہ کرے گا اور ان کو علیحدہ لیبارٹری میں رکھا جائے گا اور یہ معائنہ کیا جائے گا کہ آیا مریخ پر زندہ آرگنزم (Organism) یا نامیاتی وجود موجود ہیں یا نہیں۔

جسم کا دفاعی نظام شدید درد بھی پیدا کر سکتا ہے اور اس کو بلاک کر کے درد کو ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹروں کے لئے یہ غیر متوقع دریافت تھی کہ جسم کے دفاعی نظام (Immune System) کے خلیات (Cells) جن کو Cytokines کہا جاتا ہے وہ اگر جسم میں پیدا ہو جائیں تو بغیر چوٹ کے بھی درد شروع کر سکتے ہیں جس سے انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ہم ان Cells کو بلاک کر دیں تو درد ختم بھی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ چوہوں پر اس کے تجربات کئے گئے اور اس کے نتیجہ میں شدید درد کو روکنے کے لئے دواؤں کا ایک نیا سلسلہ وجود میں آنے والا ہے۔

دفاعی نظام کے یہ Cells وہ ہیں جو چوٹ کے مقام پر سوجن پیدا کرتے ہیں تا کہ چوٹ کے ٹھیک ہونے میں مدد ملے اب تک یہ پتہ نہیں تھا کہ ان کا سنٹرل نروس سسٹم کے ساتھ بھی کوئی تعلق (Link) ہے۔ لیکن ڈارمتھ میڈیکل سکول کے Prof. Deleo نے پتہ لگایا کہ ان Cells کی بعض اقسام مضروب پٹھے (Damaged Nerve) اور سنٹرل نروس سسٹم دونوں میں چوٹ کے وقت تعداد میں بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ گویا جو چیز مضروب حصے کی مدد کے لئے اٹھتی تھی وہ اتنی زیادہ بڑھ گئی کہ بذات خود تکلیف اور درد کا موجب بن گئی۔

اگر خدانخواستہ حادثہ یا آپریشن کے نتیجہ میں کوئی پٹھہ کچلا جائے تو اتنی شدید درد پیدا ہوتی ہے کہ ہوا کا جھونکا بھی برداشت نہیں ہوتا ایک پر بھی درد کے مقام پر لگ جائے تو آدمی درد سے تڑپ اٹھتا ہے اور پھر یہ درد دس دس سال تک چلتی ہے اور کوئی علاج کارگر نہیں ہوتا۔ آدمی نہ کھا پی سکتا ہے نہ سو سکتا ہے نہ کوئی کام کاج کر سکتا ہے۔

اب چوہوں پر جو تجربات کئے گئے ہیں ان کے مطابق اگر دفاعی نظام کے ان مخصوص Cells کو بند کر دیا جائے تو درد کا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں فلاڈلفیا (امریکہ) میں American Association for Advancement of Science کے سالانہ اجلاس میں یہ خوشخبری سنائی گئی کہ ہم ایسے درد کے لئے نئی دوا بنانے کے کنارے پر پہنچ چکے ہیں۔ (سڈنی ہیرلڈ ۱۴.۲.۸۹)

اللہ کرے یہ دوا جلدی بازار میں آ جائے اور درد سے بیتاب مریض اس سے فائدہ اٹھائیں۔

بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن

مولانا محمد شعیب اللہ مفتاحی دیوبندی کی ہرزہ سرائیوں کے جواب میں

...... محمد عظمت اللہ قریشی بنگلور ...... (قسط: 1)

گزشتہ سال یکم اکتوبر کے روزنامہ سالار بنگلور میں محمد شعیب اللہ دیوبندی نے سیدنا اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ سے بھرپور غلاظت آمیز مضامین لکھے اور جب مکرم محمد عظمت اللہ صاحب نے ان کے جھوٹ کی قلعی کھولتے ہوئے اخبار مذکورہ کو جوابی مضامین بھیجے تو اخبار نے شرافت اور صحافت کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کرلی۔ ان مضامین کو قسط وار اخبار بدر میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

ختم نبوت اور جماعت احمدیہ

مولانا محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی کی دوسری قسط بعنوان "ختم نبوت اور قادیانی" مورخہ ۱-۱۰-۹۷ کے اخبار روزنامہ سالار میں شائع ہوئی ہے۔ مولانا نے جھوٹ کو انتہا تک پہنچا دیا ہے۔ ہر اُس ہتھیار کو آزمایا ہے جو انبیاء اولیاء کے دشمن اپنے اپنے زمانے میں آزما چکے تھے۔ ہر زمانے میں اس قسم کی حماقتیں ہوئی تھیں۔ اور آج بھی یہ ہو رہی ہیں مگر ایک فرق کے ساتھ وہ فرق یہ ہے کہ گذشتہ دور کے دشمن اپنے عقیدے کی خاطر مساجد میں بیٹھ کر جھوٹ نہیں بولا کرتے تھے۔ جیسا کہ آج کا دشمن مساجد میں بیٹھ کر بول رہا ہے وہ بھی خدا کا نام لیکر اپنے دھوکے کو اپنے بزرگوں کے لباس میں چھپا کر عوام کو دے رہا ہے۔ یہ حماقت کی ایک نئی قسم ہے۔ جو درپردہ اپنے بزرگوں کے اقوال کی مخالفت کو منافقت میں چھپا رہی ہے۔

بات صرف اتنی سی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو امام مہدی اور مسیح موعود مانتی ہے۔ اگر آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح موعود کو نبی اللہ کہا ہے تو لازماً ہمیں آنے والے موعود کو نبی اللہ ماننا پڑے گا۔ اگر آنحضرت ﷺ نے آنے والے موعود کو امتی کہا ہے تو لازماً امتی ماننا پڑے گا۔ ہم احمدی آنحضرت ﷺ کے حکم کو مان کر چلنے والے لوگ ہیں۔ چاہے دنیا ہمیں کچھ بھی کہہ لے دنیا ہم سے کچھ بھی کرلے مگر ہمیں آنحضرت ﷺ کے مبارک قدموں سے جدا نہیں کرسکتی یہ ہمارا مؤقف ہے۔

مولانا مفتاحی نے لکھا ہے "ختم نبوت اور علماء دیوبند" علماء دیوبند کے نزدیک۔۔۔ دروازہ نبوت۔ خاتم النبین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر قطعی طور پر بند ہوچکا ہے اور اب کسی بھی قسم کا نبی بحیثیت نبی نہیں آسکتا نہ ظلی نبی نہ مستقل نبی نہ تشریعی اور نہ غیر تشریعی نبی (جیسا کہ تمام علمائے امت کا فیصلہ ہے) یہ تمام علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ و مذہب ہے جو اس جگہ لکھا گیا غرض یہ کہ تمام امت اس پر متفق ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جو آپ کے بعد نبوت کو جاری مانے وہ قطعی کافر ہے"۔

(اخبار سالار مورخہ ۱-۱۰-۹۷ مولوی شعیب اللہ مفتاحی)

اگر مولانا مفتاحی صاحب کی بات سچ ہے تو آیئے ذرا جائزہ لیکر دیکھیں کہ وہ علمائے دیوبند جن کی خاک پا کو بھی یہ مولوی مفتاحی نہیں پہنچتے کیا فرماتے ہیں وہ کیا مفتاحی صاحب کی تائید کرتے ہیں یا حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مسیح موعود و امام مہدی امتی نبی ظلی نبی پر ایک روشن دلیل کا کام کرتے ہیں۔

حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ فرماتے ہیں۔

جتنی بڑی عطا ہوئی اتنا ہی ظرف چاہئے اس لئے یہ ضروری ہے کہ جس میں ظہور کامل ہو جملہ کمالات خداوندی کیلئے بمنزلہ قالب ہو۔۔۔ ہم اس کو عبد کامل اور سید الکونین اور خاتم النبین کہتے ہیں"۔ (انتصار الاسلام صہ ۴۵)

پھر فرماتے ہیں۔

انبیاء بوجہ احکام رسانی مثل گوونددغیرہ نواب خداوندی ہوتے ہیں اس لئے ان کا حاکم ہونا ضروری ہے چنانچہ۔۔۔ جیسے عہدہ ہائے ماتحت میں سب سے اوپر عہدہ گوندی یا وزارت ہے اور سوا اس کے اور سب عہدے اس کے ماتحت ہوتے ہیں اوروں کے احکام کو وہ توڑ سکتا ہے اس کے احکام کو اور کوئی نہیں توڑ سکتا اور وجہ اس کی یہی ہوتی ہے کہ اس پر مراتب عہدہ جات ختم ہو جاتے ہیں ایسے ہی خاتم مراتب نبوت کے اوپر اور کوئی عہدہ یا مرتبہ ہی نہیں جو ہوتا ہے اس کے ماتحت ہوتا ہے۔

(مباحثہ شاہجہان پور ۲۲-۲۵)

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولاکن رسول الله خاتم النبین فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔ (تحذیر الناس ۳)

پھر فرماتے ہیں "اگر خاتمیت بمعنی انصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلعم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلعم نہیں کہہ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کہ افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

(رسالہ تحذیر الناس صہ ۲۸)

بانئ دار العلوم دیوبند جانشین حضرت شاہ عبد العزیز متکلم مناظر و مصنف حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہر زمین کی حکومت نبوت اس زمین کے خاتم پر ختم ہو جاتی ہے پر جیسے ہر اقلیم کا بادشاہ باوجودیکہ بادشاہ ہے پر بادشاہ ہفت اقلیم کا محکوم ہے ایسے ہی ہر زمین کا خاتم اگرچہ خاتم ہے پر ہمارے خاتم النبینؐ کا تابع (تحذیر الناس صہ ۳۵)

مولانا محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں۔

"جس طرح ملائکہ اور شیاطین میں ایک ایک فرد خاتم ہے جس پر اس نوع کے تمام مراتب ختم ہو جاتے ہیں وہی اپنی نوع کیلئے مصدر فیض ہے ملائکہ کیلئے جبرائیل علیہ السلام میں سے کمالات ملکیت ملائکہ کو تقسیم ہوتے ہیں اور شیاطین کیلئے ابلیس لعین جس سے تمام شیاطین کو فسادات شیطنت تقسیم ہیں۔ اسی طرح انبیاء دجلجلہ میں ایک ایک فرد خاتم ہے جو اپنے اپنے دائرہ میں مصدر فیض ہے۔ انبیاء علیہم السلام میں سے وہ فرد کامل اور خاتم مطلق جو کمالات نبوت کا منبع فیض ہے اور جس کے ذریعے سارے ہی طبقہ انبیاء کو علوم و کمالات تقسیم ہوئے ہیں محمد رسول اللہ ص ﷺ ہیں"۔

(تعلیمات اسلام اور مسیحی اقوام صہ ۲۲۳-۲۲۴)

پھر مولانا طیب صاحب فرماتے ہیں۔

حضورؐ کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپؐ کے سامنے آگیا نبی ہوگیا۔۔۔ آپؐ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی" (آفتاب نبوت صفحہ ۱۰۹-۱۱۱ ادارہ انار کلی لاہور)

پس یہ ہیں وہ روشن دلائل جن پر مولانا مفتاحی جھوٹ کا پردہ ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں مگر ناکامی و نامرادی کے سوا ان کے ہاتھ کچھ آنے والا نہیں ہے۔ دیکھئے کتنے افسوس کی بات ہے مولانا مفتاحی صاحب حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اپنے پیروں اور مرشدوں تک کے بیش بہاء خزانوں کو کس طرح مٹی میں دفنانے کی کوشش میں لگے ہیں۔ کیا یہی ان کی سچائی ہے؟ کیا جھوٹ ہی مولانا کا عقیدہ ہے؟ تو معلوم ہوا کہ مولانا مفتاحی صاحب جھوٹے ہیں کیونکہ ان کے پیرومرشد کی باتیں مولانا مفتاحی صاحب کو جھٹلا رہی ہیں اور حضرت مرزا صاحب کے مؤقف کی تائید میں شمشیر برہنہ کی طرح کھڑی ہیں اگر کوئی حضرت صاحب کے خلاف کھڑے ہوکر کچھ کہے تو اسے دوٹوک فاش کردیں۔ اب مولانا کو چاہئے کہ جھوٹ کو چھوڑ کر سچ کا ساتھ دیں یا دیوبندیت سے توبہ کرلیں اس کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے۔

مولوی مفتاحی صاحب نے پھر یہ اعتراض استہزا کے ساتھ کیا ہے کہ "مرزا قادیان مریم بھی ابن مریم بھی"

معلوم ہوتا ہے مولانا مفتاحی صاحب ایک بد باطن مولوی ہیں ورنہ وہ اس روحانیت سے پر معارف کلام کو ایسا نہ سمجھتے ویسے بھی اس دور کے اکثر علماء روحانیت سے خالی ہیں اگر یہ ایسے نہ ہوتے تو قوم میں بگاڑ کیوں پیدا ہوتا۔

ایک عارف باللہ کے پاکیزہ کلام کو جو ایک استعارہ کے رنگ میں بیان ہوا ہے سمجھنے کیلئے عارف باللہ ہی کو چاہتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

"براہین احمدیہ میں اول خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ پھر اس میں صدق کا روح پھونکنے کے بعد اسی کا نام عیسیٰ رکھا"

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۵۰ حاشیہ)

اس عبارت سے آگے فرماتے ہیں۔ گویا مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہوگیا اور اس طرح میں خدا کے کلام میں ابن مریم کہلایا۔ اس بارہ میں قرآن شریف میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لئے بطور پیشگوئی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا"۔

اس عبارت سے بالکل واضح ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کی وہ مریم قرار نہیں دے رہے جو عمران کی بیٹی تھی اور آج سے تقریباً ۱۹سو سال قبل ناصرہ میں قیام پذیر تھیں بلکہ حضرت مرزا صاحب قرآن کریم کے ایک عارفانہ مضمون کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے مریمی حالت کا ذکر فرما رہے ہیں اور یہ بھی واضح فرما رہے ہیں کہ قرآن شریف اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے۔ پس یہاں حضرت مریمؑ کی مثال اور تشبیہ کا ذکر ہے۔ قرآن کریم نے یہ مضمون اس طرح بیان فرمایا ہے۔

ترجمہ:۔ اللہ کافروں کی حالت نوح اور لوط کی بیویوں کی مانند بیان کرتا ہے۔ وہ دونوں ہمارے نیک بندوں کے نکاح میں تھیں۔ مگر ان دونوں نے ان دونوں (بندوں) کی خیانت کی تھی اور وہ دونوں الٰہی عذاب کے وقت ان (بیویوں) کے کسی کام نہ آسکے۔ اور ان دونوں عورتوں سے کہا گیا تھا کہ جہنم میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی جہنم میں چلی جاؤ۔

"اور مومنوں کی حالت اللہ فرعون کی بیوی کی مانند بیان کرتا ہے جبکہ اس نے اپنے رب سے کہا کہ اے خدا تو اپنے پاس ایک گھر جنت میں میرے لئے بھی بنادے اور مجھ کو فرعون اور اس کی بداعمالیوں سے بچا اور اسی طرح (اس کی) ظالم قوم سے نجات دے"۔

اور پھر اللہ مومنوں کی حالت مریم کی طرح بیان کرتا ہے جو عمران کی بیٹی تھی۔ جس نے اپنے ناموس کی حفاظت کی اور ہم نے اس میں اپنا کلام ڈال دیا تھا اور اس نے اس کلام کی جو اس کے رب نے اس پر نازل کیا تھا تصدیق کردی تھی اور اس (خدا) کی کتابوں پر بھی ایمان لائی تھی اور (ہوتے ہوئے ایسی حالت پکڑلی تھی کہ) اس نے

فرمانبرداروں کا مقام حاصل کر لیا تھا۔

(تحریم: ۱۰تا۱۲)

ان آیات میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کی مثال دو ہی عورتوں سے دی ہے۔ یعنی فرعون کی بیوی سے اور مریم بنت عمران سے۔ ان مولوی مفتاحی صاحب کو مریم ہونے پر سخت اعتراض ہے اور میریم ہونا ان کے نزدیک بہت ہی بری بات ہے کوئی اگر انہیں مریم کہہ دے تو یہ شاید آپے سے باہر ہو جائیں اور اس کا سر پھوڑ ڈالیں۔

لہٰذا اب ان کیلئے صرف اور دو ہی راستے ہیں کہ کہ یا تو یہ اپنے آپ کو فرعون کی بیوی کی مثال دے لیں اگر یہ نہیں تو پھر ان دو عورتوں کی طرح ہیں جن میں سے حضرت نوح کی بیوی تھی اور دوسری حضرت لوطؑ کی۔ بہرحال یہ قطعی بات ہے کہ یہ ہیں بمنزلہ عورت کے۔

باقی جہاں تک مریم ہونے کا تعلق ہے یہ تو خدا تعالیٰ کی خاص عطا ہے جو ان کامل مومنوں کو نصیب ہوتی ہے جو اس کے قرب میں ایک خاص مقام پر پہنچ جاتے ہیں اور (وصدقت بکلمات ربّها وكتبه) کے مصداق ہو کر کامل طور پر قانتین کے زمرہ میں آجاتے ہیں پھر یہاں خدا تعالیٰ کی طرف سے نفخ روح یعنی مکالمہ و مخاطبہ کا سلسلہ جاری ہوتا ہے تو انہیں ایک نئی منزل مل جاتی ہے جسے مقام عیسیٰ یا عیسویت کہتے ہیں۔ چنانچہ امت میں بعض بزرگوں نے اس مقام پر پہنچنے کے دعوے کئے مثلاً حضرت شیخ معین الدین اجمیریؒ کا یہ دعویٰ بہت مشہور ہے

دمبدم روح القدس اندر معینے مے دمد
من نمیگر یم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

کہ روح القدس ہر وقت میرے اندر جلوہ فگن ہے میں کہتا نہیں لیکن در حقیقت میں دوسرا عیسیٰ ہوں اسی طرح شاہ نیاز احمد دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

عیسیٰ مریم منم

(دیوان شاہ نیاز احمد۔ مطبوعہ ۱۲۹۰ھ صفحہ ۲۲)

کہ میں مریم سے ہونے والا عیسیٰ ہوں۔

پس مولوی صاحب! قرآن کریم کی اس تعلیم کے آئینہ میں اپنی حیثیت دیکھ لیں اور پھر مریم اور عیسیٰ بننے والے مقربین الٰہی پر بیشک طنز کرتے رہیں۔

پھر مولوی شعیب مفتاحی لکھتے ہیں۔

”غرض یہ کہ غلام احمد قادیانی نے بے شمار دعورے کئے حتی کہ خدائی کا دعویٰ کیا۔ مگر آخر میں جس دعوے پر وہ اور اس کی امت قائم ہو گئی وہ نبوت کا دعویٰ ہے (اخبار سالار)

ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ایسے کور باطن مولویوں کو کون سمجھا سکتا ہے جن کی آنکھیں بھی نور عرفان سے خالی ہوں اور دل بھی خالی ہوں اور جن کو سوائے تاریکی کے کچھ دکھائی نہ دیتا ہو مگر مجبوری ہے ان کے جھوٹ کو کم سے کم ظاہر تو کرنا پڑتا ہے۔

مولوی مفتاحی صاحب آپ نے اپنی بے بصیرتی کا اعتراف تو کر ہی لیا ہے مگر نور بصارت کیلئے ذرا ان حوالوں کی طرف بھی متوجہ ہوں تاکہ حضرت مرزا صاحب پر انگلی اٹھانے سے پہلے سلف صالحین پر بھی انگلی اٹھائیں جو یہ فرماتے ہیں۔

ا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا عرش کیا ہے؟

فرمایا۔ میں ہوں۔ پوچھا کرسی کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں پوچھا لوح کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں پوچھا کہتے ہیں ابراہیم موسیٰ اور محمد صلعم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں فرمایا میں ہوں“۔

(تذکرۃ الاولیاء اردو باب ۱۴ صفحہ ۱۲۸ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز)

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا۔

”میں خدائے وقت ہوں اور مصطفائے وقت ہوں“

(تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ ۳۱۸)

ظاہر ہے اگر مولانا محمد شعیب اللہ خان مفتاحی ان بزرگوں کے وقت میں ہوتے تو یقیناً ان بزرگوں پر کفر کا فتویٰ دیکر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے۔ اور ایسی تلوار چلاتے کہ اسلام کے اساسے کی دھجیاں اڑ جائیں کیونکہ جو شکم پرور ہوتے ہیں ان کو ایسی باتیں ہضم نہیں ہوتیں۔ پس مفتاحی صاحب کا حضرت مرزا صاحب پر خدائی کا اعتراض ایک بودہ اعتراض ہے جو صرف اور صرف عوام کو دھوکہ دینے کیلئے کیا گیا ہے۔

امت اور نبوت والا اعتراض

مولوی مفتاحی صاحب۔ اُمت تو صرف آنحضرت ﷺ کی ہے حضرت مرزا صاحب کی کوئی اُمت نہیں ہے بلکہ خود حضرت مرزا صاحب کو اس بات پر فخر ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی اُمتی ہیں آپؑ کے غلام ہیں مگر مجھے آپ سے اے مفتاحی یہ پوچھنے کا حق ضرور ہے کہ بتاؤ تم کس کی اُمت ہو۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی یا پھر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی۔

شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنے استاد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات پر مرثیہ لکھتے ہوئے ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

زبان پر اہل اھواء کی ہے کیوں اُعل ھبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیؑ اسلام کا ثانی
وفات سرور عالمؐ کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

دیوبندی فرقہ کے قابل احترام بزرگ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو ان کے ایک مرید نے لکھا کہ ”کچھ عرصہ بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (مولوی اشرف علی تھانوی ۔ناقل) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔۔۔ لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے اشرف علی نکل جاتا ہے ۔۔۔ کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی کہتا ہوں” اللهم صل علی سیدنا نبیتا مولانا اشرف علی“ ۔

مولانا تھانوی صاحب اس خط کے جواب میں لکھتے ہیں ”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے“۔

(رسالہ الامداد صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵ مطبوعہ تھانہ بھون)

کسی دوسرے کے خلاف کوئی مہم چھیڑنے سے پہلے اپنے گھر کا بندوست کرنا پڑتا ہے مگر مولوی شعیب مفتاحی صاحب گھر کو تو کھلا چھوڑا اور چلے ہمالہ کی چوٹی سر کرنے۔ پس امتیں تو آپ لوگوں نے بنائی ہیں حضرت مرزا صاحب کی امت تو اُمت محمدیہؐ ہے اگر پھر بھی مولوی شعیب مصر ہیں تو ہم سوائے لعنت الله على الكاذبين کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔

پھر مولوی شعیب مفتاحی لکھتے ہیں ”کیا مرزا غلام احمد نبی ہو سکتا ہے؟“

لگتا ہے مولوی شعیب مفتاحی کو پاگل پن کے دورے پڑ رہے ہیں۔ ورنہ جاہلانہ بچگانہ باتیں نہ کرتے۔ جس شخص کو یعنی مسیح موعود کو جو امت محمدیہؐ کی بگاڑ کے وقت آنے والا ہے اُس شخص کو آنحضرت ﷺ نے اپنی پیشگوئی میں چار دفعہ نبی اللہ قرار دیا ہے اور حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ آپ وہی ہیں کیونکہ خدا کے الہام نے آپ کو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ تو مولوی مفتاحی کون ہوتے ہیں ان کو کیا حق ہے خدا اور رسول صلعم کی باتوں کو جھٹلانے کا کیا خدا اور رسولؐ کی باتوں کا کوئی شخص انکار کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں تو کوئی اس جاہل مولوی مفتاحی صاحب کو سمجھاتا کیوں نہیں۔ کہیں یہ شخص حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں اسلام سے مرتد تو نہیں ہو گیا۔ بہرحال مولوی مفتاحی صاحب آگے لکھتے ہیں۔

”مرزا قادیانی کی سیرت“

اس میں جو واقعہ مولوی مفتاحی صاحب نے لکھا ہے اس میں مفتاحی صاحب کی بریکٹ کو ہٹا کر کوئی پڑھے تو بات خود بخود سمجھ آئے گی کہ ایک معصوم کے ساتھ ایک چالاک بدمعاش نے کیا کیا اور وہ رقم اڑا لے بھاگا۔

انبیاء اولیاء معصوم ہوا کرتے ہیں۔ کیا پیران پیر سید عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اشرفیاں معصومیت کی وجہ سے چوروں کے سردار کے حوالے نہیں کر دیں؟ اگر حضرت مرزا صاحب کے ساتھ مرزا امام دین کی بجائے مولانا شعیب ہوتے تو یقیناً وہی کام کر جاتے جو کام مرزا امام دین نے حضرت مرزا صاحب کے ساتھ کیا تھا۔ مرزا امام دین تو صرف رقم لے بھاگا تھا مگر مولانا محمد شعیب اللہ مفتاحی صاحب کے پیر و مرشد مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کی عبارتوں کی عبارتیں نکال کر اپنی کتابوں میں اپنے دادا کی پنشن سمجھ کر لکھ لی ہیں۔ مولانا محمد شعیب اللہ خان مفتاحی صاحب اس پر طرہ یہ کہ قادیانیوں کی کتابیں نہ پڑھو ورنہ کافر ہو جاؤ گے اگر پڑھو گے تو مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ ان کی چوری پکڑی جائے گی۔ مرزا امام دین نے تو ایک معصوم بچے کو دھوکہ دیا تھا اس کی رقم کی چوری کی تھی مگر مفتاحی صاحب کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی کا علمی سرقہ یہ دیوبندیوں کی سیرت ہے مولانا مفتاحی صاحب کا اپنے پیر و مرشد کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ اگر مفتاحی کو اس کا علم نہیں تو ثبوت ہم سے طلب کریں اب جبکہ سیرت پر مفتاحی صاحب نے قلم اٹھا ہی دیا ہے تو سن لیں۔

غیر مسلموں کی میتوں پر قرآن شریف کی تلاوت کون کرتا ہے؟ ہم یا آپ؟

غیر مسلم سابق وزیر اعظم کو محض تنخواہ کیلئے آئمہ کا امام کس نے قرار دیا؟ ہم یا آپ

غیر مسلم سابق وزیر اعظم کو رسول اسلام کس نے مانا ہے؟ ہم یا آپ؟

غیر مسلم سیاسی لیڈر کو نبی بالقوٰی کس نے کہا تھا؟ ہم یا آپ؟

بنگلور میں شرجہ پور میں ایک پیش امام نے ایک گیارہ سالہ کم سن بچی کو قرآن مجید پڑھانے اس کے گھر جا کر زبردستی لڑکی کی عصمت ریزی کر کے اس معصوم کو پھانسی لینے پر کس نے مجبور کیا؟

سکنڈلیٹیچور کی مسجد میں ایک پیش امام نے ایک جوڑے کا نکاح پڑھا۔ ۷ دن بعد دلہن کو اس کے زیورات کے ساتھ لے بھاگا تھا یہ سب کون تھے یہ سیرت کس کی ہے مولانا محمد شعیب اللہ خان مفتاحی کی شناخت کیلئے چھوڑتے ہیں۔ اور شاید اس اپنے پیر و مرشد کی عبارت کو اچھی طرح شناخت کر سکتے ہیں

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:۔ ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آنے والی ہے“ رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ

مولانا مفتاحی کی سیرت طیبہ کا ایک اور آئینہ۔

کسی عذر سے قرآن مجید کو قارورات میں ڈال دینا کفر نہیں رخصت ہے اور کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اتار لینا درست ہے اور بوقت حاجت قرآن شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روا ہے“۔ (تحریف اوراق صفحہ ۴ بحوالہ وہابی نامہ صفحہ ۳۵)

مولانا محمد شعیب اللہ خان مفتاحی صاحب! مجھے غالب گمان ہوتا ہے کہ اگر آپ حضرت داؤد علیہ السلام یا سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں ہوتے یا کسی اور نبی کے زمانہ میں ہوتے تو یقیناً آپ وہی اعتراضات ان انبیاء پر بھی کرتے جو آج حضرت مرزا صاحب پر کر رہے ہیں بلکہ مخالف لوگوں میں ہی آپ رہتے۔

اب سنئے حضرت مرزا صاحب کیا فرماتے ہیں۔

۔۔۔۔اور جو یقینی طور پر دیکھ رہا ہے کہ فلاں بن میں ایک ہزار خونخوار شیر ہے اس کا قدم کیونکر بے احتیاطی اور غفلت سے اُس بن کی طرف اٹھ سکتا ہے؟ سو تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کر سکتی ہیں۔ اگر تمہیں خدا اور جزاء سزا پر یقین ہے؟ گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا اور جب کہ تم ایک بھسم کرنے والی آگ کو دیکھ رہے ہو تو کیونکر اس آگ میں اپنے تئیں ڈال سکتے ہو؟ اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں شیطان اُن پر چڑھ

نہیں سکتا۔

ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا" پھر فرماتے ہیں۔ غصہ کی حالت میں دیوانوں کی طرح کسی کو گالی کسی کو زخمی اور کسی کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو جاتا ہے اور شہوات کے جوش میں بے حیائی کے طریقوں کو انتہاء تک پہنچا دیتا ہے سو وہ سچی خوش حالی کو نہیں پائے گا یہاں تک کہ مرے گا اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کیلئے دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولیٰ کو ناراض مت کرو۔ (کشتی نوح)

پھر فرماتے ہیں۔

میں تو بہت دُعا کرتا ہوں کہ میری جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کریگا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں نہ کہ وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے۔ میں اور میرا خدا ان سے بیزار ہیں۔ میں خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کرلیں۔

(تبلیغ رسالت)

حضرت مرزا صاحب کی سیرت طیبہ پر مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کا تبصرہ لکھتے ہیں۔ "کیریکٹر کے لحاظ سے ہمیں مرزا صاحب کے دامن پر سیاہی کا ایک چھوٹا سا دھبہ بھی نظر نہیں آتا وہ ایک پاکباز کا جینا جیا اور اس نے ایک متقی کی زندگی بسر کی۔ غرض کہ مرزا صاحب کی زندگی کے ابتدائی پچاس سالوں نے کیا بلحاظ اخلاق و عادات اور پسندیدہ اطوار کیا بلحاظ مذہبی خدمات و حمایت دین مسلمانان ہند میں اُن کو ممتاز برگزیدہ اور قابل رشک مرتبہ پر پہنچا دیا۔"

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

مولانا ظفر علی خان کے والد ماجد مولوی سراج الدین صاحب مالک و ایڈیٹر اخبار زمیندار نے حضرت مرزا صاحب کی وفات پر جو ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی اخبار زمیندار میں لکھا۔

"ہم چشم دید شہادت سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی آپ نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے ---گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہیں ہوئی مگر ہم اُن کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے"۔

(اخبار زمیندار ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء)

یہ وہ تبصرے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کی وفات پر آپ کے بزرگ علماء نے کئے اور یہ وہ بزرگ علماء ہیں جنہوں نے حضرت مرزا صاحب کو قریب سے دیکھا تھا اور یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج کے علماء جو اُن بزرگ علماء کی طرف منسوب ہونے پر فخر کرتے ہیں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کی طرح ہو گئے۔ نہ ان کو اپنے بزرگوں کا کچھ لحاظ ہے نہ دوسروں کے بزرگوں کا ادب ہے۔

آگے مولانا مفتاحی صاحب نے مرزا قادیانی کی بدگوئی کے عنوان سے لکھا ہے۔

"انبیاء علیہم السلام نے اپنی زبانوں کو ہمیشہ بدگوئی سے محفوظ رکھا ہے۔ مخالفین اور معاندین پر بھی سب و شتم کا طریقہ کبھی اختیار نہیں فرمایا بلکہ گالیوں کا جواب بھی رحمت و ہدایت کی دعاؤں سے دیا۔ مگر مرزا غلام احمد قادیانی نے علماء اسلام کو بلکہ تمام مسلمانوں کو حتی کہ بعض انبیاء کو بھی گالیاں دی ہیں۔ جو شرافت و تہذیب سے گری ہوئی چیز ہے۔ چند حوالے دیکھتے چلتے ہیں

(سالار ۹۷-۱۰-۱)

یہاں بھی مولوی مفتاحی صاحب جھوٹ سے کام لیکر عوام کو دھوکہ دے رہے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب نے نہ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دی ہیں نہ علماء اسلام کو گالیاں دی ہیں بلکہ اس کے برعکس حضرت مرزا صاحب انبیاء علیہم السلام کی بہت عزت کرتے تھے اور اُن کے عاشق تھے۔ اور علماء اسلام کی بھی بہت عزت کرتے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے ایک صاحبزادے نے لاہور میں جہانگیر کا مقبرہ دیکھنے کی خواہش کی تو آپ نے ان کو اجازت دیتے ہوئے فرمایا جاؤ مگر خبردار اس کی قبر پر درود و فاتحہ نہ پڑھنا کیونکہ اس بادشاہ نے ہمارے ایک دینی بھائی کی بے عزتی کی تھی" اللہ اللہ اس سے بڑھ کر محبت اور غیرت کا پاکیزہ جذبہ کسی میں ہے تو پیش کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے مفتاحی صاحب نے قرآن شریف کو صرف طوطا مینا کی طرح رٹا ہوا ہے کاش کے وہ اُسے گہری تقویٰ والی نظر سے دیکھتے۔ تو اُنہیں معلوم ہوتا کہ قرآن شریف میں ظالموں۔ منکروں مکذبوں کیلئے کیسے کیسے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ کن کن ناموں سے انہیں وعیدیں سنائی گئی ہیں۔ پس مولوی مفتاحی صاحب کا یہ اعتراض بھی بودہ اور عوام کو دھوکہ دینے کی غرض سے کیا ہوا اعتراض ہے۔

آخر میں مولوی مفتاحی صاحب نے بعنوان مرزا اور توہین انبیاء کے لکھا ہے۔

مرزا قادیانی نے انبیاء کی توہین دل کھول کر کی۔۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے۔

یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص (حضرت عیسیٰ) شرابی کبابی ہے (حاشیہ ست بچن) اخبار سالار۔

مولوی مفتاحی صاحب کے اس اعتراض کے جواب میں ہم حضرت مرزا صاحب کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جو آپ نے ان بدباطن و شیطان خصلت پادریوں کے جواب میں تحریر فرمایا جنہوں نے ہمارے آقا و مولا سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُسی طرح کے حملے کئے تھے جسطرح کے حملے مولوی مفتاحی صاحب حضرت مرزا صاحب پر کر رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

"اے نالائق! کیا تو اپنے خط میں سرور انبیاء علیہم السلام پر زنا کی تہمت لگاتا ہے اور فاسق و فاجر قرار دیتا ہے اور ہمارا دل دکھاتا ہے ہم کسی عدالت کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ اور نہ کریں گے۔ مگر آئندہ کے لئے سمجھاتے ہیں کہ ایسی ناپاک باتوں سے باز آجاؤ اور خدا سے ڈرو جس کی طرف پھرنا ہے۔ اور حضرت مسیح کو بھی گالیاں مت دو۔ یقیناً جو کچھ تم جناب مقدس نبوی کی نسبت برا کہو گے وہی تمہارے فرضی مسیح کو کہا جائے گا ہم اس سچے مسیح کو مقدس اور بزرگ اور پاک جانتے اور مانتے ہیں جس نے نہ خدائی کا دعویٰ کیا اور نہ بیٹا ہونے کا اور جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر دی اور ان پر ایمان لایا"۔ (مکتوبات احمدیہ جلد سوئم کے صفحہ ۳۰ میں پادری فتح مسیح کو مخاطب کرکے)

فرماتے ہیں۔ بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں چنانچہ اسی پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام بھیجا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں۔۔۔ اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا"۔

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۸ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہوئے) یہ ہے وہ روشن حقیقت جسے چھپا کر مولانا مفتاحی حضرت مرزا صاحب کی مخالفت میں پادری فتح مسیح کی طرفداری میں ہمارے آقا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عزتی کو نعوذ باللہ برداشت کر رہے ہیں۔ اور سمجھتے نہیں کہ کیسی لعنتیں پڑنے والی ہیں۔ (باقی)

قادیان میں عیدالاضحیہ کی مبارک تقریب

قادیان ۸ر اپریل احمدیہ گراؤنڈ کے کھلے میدان میں نماز عید ادا کی گئی جس میں ۴ ہزار سے زائد لوگ قادیان کے مختلف دیہات اور قصبات سے شامل ہوئے اس موقع پر مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ و نشر و اشاعت قادیان نے خطبہ عید دیتے ہوئے فرمایا کہ عید کے معنے وہ اجتماعی خوشی ہے جو بار بار لوٹ کر آئے۔ اسلام میں تین عیدوں کا ذکر آتا ہے پہلی عید وہ ہے جو ہر ہفتہ ہمارے بیچ آتی ہے یعنی جمعہ کا دن' دوسری عید وہ ہے جو ایک ماہ لگاتار خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بعد ہمیں حاصل ہو۔ یعنی عید الفطر' تیسری عید وہ ہے جو حج جیسی عبادت کے بعد حاصل ہو یعنی عید الاضحیہ۔ ان تینوں عیدوں کے پیچھے قربانیاں چھپی ہوئی ہیں۔ جس کو ہم عید کی شکل میں مناتے ہیں۔ یہ عید ہمیں ۹ر ذی الحجہ سے کی جانے والی عبادت اور حضرت ابراھیم علیہ السلام۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ کی کئی ہزار سال قبل کی گئی قربانیوں کی بھی یاد دلاتی ہے۔

جانوروں کی کی جانے والی قربانی کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا کہ قربانی کئے گئے جانور کا گوشت یا خون خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ قربانی کرنے والے کی نیت کا ثواب اس کو حاصل ہوتا ہے۔ جب ہم کسی جانور کو ذبح کرتے ہیں تو ہمیں یہ قربانی ہم سے اس بات کا تقاضہ کرتی ہے کہ جس طرح ہم نے اس جانور کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ذبح کیا ہے ہمیں بھی اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر وقت قربان ہونے کیلئے تیار کرنا ہو گا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے اور صحابہؓ نے اپنے آپ کو گاجر مولی کی طرح کٹوا کر اس قربانی کی اصل حقیقت کو دنیا میں ظاہر کرکے دکھایا۔

آخر میں انہوں نے تمام احباب کی خدمت میں عید مبارک کا تحفہ پیش کیا قوم و ملت کی بہبودی' عالمی امن کیلئے دعا بھی کروائی۔ اس موقع میں شامل ہونے والے تمام احباب کے قیام و طعام کا انتظام حضرت مسیح موعودؑ کے جاری شدہ لنگر سے کیا گیا۔ اس روز بعد نماز عید انفرادی اور اجتماعی قربانیاں دی گئیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل (لندن) سے براہ راست مواصلاتی سیارہ کے ذریعہ سے عید کا خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے تمام لوگوں کی خدمت میں عید مبارک کا تحفہ پیش کیا اور آخر میں دعا کروائی۔ اس تمام تقریب کو کمپیوٹر انٹرنیٹ سے بھی براہ راست دیکھا اور سنا گیا۔

(اس خطبہ کا خلاصہ اس شمارہ میں دوسری جگہ ملاحظہ فرمائیں)

(رپورٹ۔ محمد لقمان دہلوی نمائندہ بدر قادیان)

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

GURANTEED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
SONIKY
HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

ادارہ میں پیش کردہ حوالہ کا عکس

آنی عظیم مطابقتوں کے بعد اب کون کہہ سکتا ہے کہ اس مسئلے میں دونوں کا نقطۂ نظر الگ الگ ہے۔ دنیا سے انصاف اگر رخصت ہو گیا ہے تو اب اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے کہ قادیانی اور دیوبندی دونوں ایک ہی تصویر کے دو رُخ ہیں۔ دونوں ایک ہی منزل کے دو مسافر ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ کوئی پہنچ گیا ہے اور کوئی رہگزر میں ہے۔

پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرنے کی وجہ سے اگر قادیانی جماعت کو منکر ختم نبوت کہنا امر واقعہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسی انکار کی بنیاد پر تبلیغی جماعت (دیوبندی جماعت) کو بھی منکر ختم نبوت نہ قرار دیا جائے۔

آپ کہیں گے قادیانی جماعت کے لوگ چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نیا نبی مانتے ہیں اس لیے انہیں منکر ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ میں کہوں گا یہی عقیدہ تو تبلیغی جماعت کا بھی ہے جیسا کہ ان کی کتاب "تحذیر الناس" میں لکھا ہوا ہے:

"اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔" ص ۱۴

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔" ص ۲۰

۱۲۶

غور فرمائیے! جب تبلیغی جماعت کے یہاں بھی بغیر کسی شرعی قباحت کے حضور کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو سکتا ہے تو قادیانی جماعت کا اس سے زیادہ کیا قصور ہے کہ جو چیز تبلیغی جماعت کے نزدیک ممکن تھی اُسے انہوں نے واقع بنا لیا۔ اصل کفر تو نئے نبی کے امکان کے عقیدے سے وابستہ تھا جب معاذ اللہ وہی کفر دونوں کا ہے تو اب کسی نئے مدعی نبوت کو بار رکھنے کا ہمارے پاس کیا ادعا رہا۔ اس لیے بنیادی سوال کے لحاظ سے تبلیغی جماعت اور قادیانی جماعت کے درمیان کوئی جوہری فرق نہیں ہے۔ میری اس رائے سے اگر تبلیغی جماعت کے لوگوں کو اختلاف ہو تو میں ان سے مطالبہ کروں گا کہ وہ کھلے بندوں یہ اعلان کر دیں کہ تحذیر الناس ان کی کتاب نہیں ہے یا اس میں حضور کے آخری نبی ہونے کو عوام کا خیال کہہ کر جو نادرست بتایا گیا ہے وہ اس نئے عقیدہ سے متفق نہیں ہیں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرسکے تو اسلامی دنیا کا جو الزام قادیانی جماعت پر ہے وہی الزام تبلیغی جماعت پر بھی ثابت ماننا پڑے گا۔

بڑے بھولے بھالے بڑے اللہ والے
ریاض آپ کو بس ہمیں جانتے ہیں!

تبلیغی جماعت
حقائق و معلومات کے اُجالے میں

ارشد القادری

ناشر

مکتبہ جامِ نور
۴۲۲ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۶
ہدیہ 8/00

جلسہ یوم مصلح موعود

مدراس: خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ مدراس نے جلسہ یوم مصلح موعود مورخہ ۹۸۔۳۔۷ کو مشن ہاؤس میں منعقد کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد ۵ ممبران نے بہ زبان اردو، انگریزی اور تامل میں حضرت مصلح موعودؓ کے حالات زندگی، اُن کی مصلح موعود بننے کی پیشگوئی، قرآن کریم کی تفسیر اور آپؓ کے دور خلافت میں آپ نے جماعت کے لئے جو نمایاں کام سرانجام دیئے۔ تقاریر کیں۔ اُسکے بعد صوبائی صدر صاحبہ نے حضرت مصلح موعودؓ کی قائم کردہ تنظیم لجنہ اماء اللہ کی اہمیت کا احساس بہنوں کو دلایا اور دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

ساونت واڑی: ۲۰ فروری بعد نماز جمعہ جلسہ یوم المصلح الموعود صدر جماعت کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت و نظم کے بعد مختلف احباب نے مضامین پڑھے اور تقریریں کیں۔ جلسہ بعد دُعا اختتام پزیر ہوا اس کے بعد شیرینی سے احباب کی تواضع کی گئی۔ (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ)

موتی ہاری: موتی ہاری میں جلسہ یوم مصلح موعود زیر صدارت مکرم عبد الباقی صاحب منعقد ہوا۔ بعد تلاوت و نظم خاکسار کی اور مکرم مولوی محمد کلیم خان کی تقریر ہوئی جس میں پیشگوئی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی اور آپ کے کارہائے نمایاں بیان کئے گئے صدر لجنہ اور سیکرٹری لجنہ نے بھی تقریریں کیں صدارتی خطاب کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ (سید طفیل احمد شہباز مبلغ سلسلہ)

بنگلور: مسجد احمدیہ بنگلور میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد زیر صدارت مکرم قریشی عبد الحکیم صاحب قائم مقام امیر بنگلور کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم بی ایم نثار احمد زعیم انصار اللہ بنگلور۔ قریشی عظمت اللہ صاحب۔ مکرم شارق مجید صاحب اور مکرم ڈاکٹر اخلاق احمد جواز صاحب نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے موضوعات پر روشنی ڈالی اور اجلاس کے اختتام پر صدر اجلاس نے حضرت مصلح موعودؓ کے کئی واقعات کو حاضرین کے سامنے رکھا۔ یہ اجلاس اڑھائی گھنٹے تک چلتا رہا۔ دوران اجلاس حاضرین کی چائے سے تواضع کی گئی۔ (مقصود بھٹی مبلغ بنگلور)

مندرجہ ذیل مقامات کی لجنات نے جلسہ یوم مصلح موعودؓ منایا ان کے نام محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت کی طرف سے موصول ہوئے ہیں۔ بلاری (کرناٹک) شاہجہانپور۔ پنکال۔ بھونیشور۔ دہلی۔ کالا بن۔ کانپور۔ شیموگہ۔ بھدرک۔ او یم پی کٹک۔ بلاری (بہار) کیرنگ۔ بنارس۔ یادگیر۔ کروناگاپلی۔ امروہہ۔ ساگر۔ سورو۔ ارکھ پٹنہ۔ آرہ۔ کلکتہ۔ پٹنہ۔ پتہ پریم۔

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

بقیہ: اداریہ

حالت میں پہنچے ہی ہیں دشمنانِ اسلام کو بھی مسلمانوں پر پھبتیاں کسنے اور ہنسی اڑانے کے مواقع ہاتھ لگ گئے ہیں۔

ان ملاؤں نے اب پاکستان کے بعد ہندوستان میں بھی آہستہ آہستہ انتشار و تفریق کے بیج بکھیرنے شروع کردیئے ہیں جس کے نتیجہ میں اب ہندوستان کے مختلف اطراف میں بھی مسلم فرقوں کی باہم لڑائیوں اور مارکاٹ کی خبریں آنی شروع ہوگئی ہیں جن کے تذکرے اخبارات میں آئے دن آپ پڑھتے ہوں گے۔ کہیں شیعہ سنی جھگڑے کہیں دیوبندی بریلوی فساد جس کے نتیجہ میں مساجد اور امام باڑے فسادات کے مرکز بنتے جارہے ہیں۔ یہ تو ہے اندرونی خلفشار لیکن دوسری طرف ملک کے کئی حصوں میں اسلامی جہاد کے نام پر اسلام کو بدنام کرنے اور معصوم مسلمانوں کی پرسکون زندگیوں کو اجیرن بنانے کا مذموم سلسلہ جاری ہے۔

لہٰذا مسلمان بھائیوں کا فرض ہے کہ وقت کی نزاکت کو محسوس کر کے فسادات کے شعلوں کو ہوا دینے والے ان ملاؤں کے مذموم عزائم سے بچنے کی کوشش کریں۔ اور آج جس امام کو اللہ نے مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد اور فلاح و بہبود کیلئے بھیجا ہے اس کے دامن سے وابستہ ہو جائیں۔ بصورت دیگر پاکستان میں مسلمانوں کے باہم اختلافات اور قتل و غارت کا جو حشر ہو رہا ہے اور جو نتائج اس کے برآمد ہو رہے ہیں ہندوستان میں اس سے کہیں بڑھ کر گھناونے نتائج نکلیں گے۔ کیونکہ یہاں پر ایسی طاقتوں کی کمی نہیں ہے جو مسلم اختلافات کو پھلتے پھولتے اور پروان چڑھتے دیکھنا یقیناً پسند کریں گے۔ اور پھر اس پس منظر میں یہ بات اور بھی بھیانک ہو جاتی ہے کہ غیر مسلم بھائیوں کے متعلق دیوبندی ملاؤں نے اپنی کتابوں میں نہایت خطرناک فتوے شائع کر رکھے ہیں۔

آج پاکستان کے دانشور اور صحافی اس بات کو اچھی طرح محسوس کر رہے ہیں کہ بھٹو نے ۱۹۷۳ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیکر اسلام اور مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کی تھی بلکہ دیگر اسلامی فرقوں کو بھی قطار میں کھڑا کر دیا ہے۔ چنانچہ مشہور صحافی حسین نقوی ایڈیٹر دی نیوز (پاکستان) لکھتے ہیں۔

"بھٹو صاحب نے ۱۹۷۳ء کا دستور دیا لیکن اس دستور کے ساتھ جو کچھ انہوں نے خود کیا وہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔ پھر انہوں نے پاکستان کی فاسسٹ طاقتوں کے سامنے سرنڈر کیا اور احمدیوں کو اقلیت قرار دیا حالانکہ جمہوری ریاست کا یہ کام نہیں کہ شہریوں کی مذہبی حیثیت کا تعین کرے انہیں یہ بتائے کہ ان کا مذہب کیا ہے پیپلز پارٹی کے دانشور کہتے ہیں انہوں نے سو سالہ پرانا مسئلہ حل کر دیا لیکن میں کہتا ہوں کہ انہوں نے کوئی مسئلہ حل نہیں کیا بلکہ ایک روایت ڈال دی ہے کہ اب ہر فرقہ قطار میں کھڑا ہے ہر ایک کے سر پر کفر کی تلوار لٹک رہی ہے یہ سب کچھ بھٹو کا کیا دھرا ہے۔ (قومی ڈائجسٹ مارچ ۹۵ صفحہ ۴۴)

مضمون کے آئندہ حصے میں انشاء اللہ ہم بیان کریں گے کہ ملاؤں کے اندر موجودہ انتہاپسندی کا بانی کون تھا اور بالآخر اس رسی کا آخری کونہ کس کے ہاتھ میں ہے۔ (باقی)

منیر احمد خادم

بن واسیوں اور آدی واسیوں کو عیسائی بنانے سے روکا جائے گا

برنالہ ۲۱ اپریل (سند ھوانی) نگر نواسیوں کی ایک میٹنگ صبح ۸ بجے اگروال دھرمشالہ میں ہوئی جس کی صدارت جناب ملکیت سنگھ کیتو ایم ایل اے برنالہ نے کی۔ جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے بن واسی کلیان آشرم کے آل انڈیا سنگھٹن منتری گن ونت سنگھ کوٹھاری نے کہا کہ دیگر دو صوبوں میں تقریباً ۸ کروڑ بن واسی اور آدی واسی لوگ رہ رہے ہیں جو کہ بہت غریبی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اس طرح ان کی اس حالت کا فائدہ اٹھا کر ان کو عیسائی پادری بنایا جارہا ہے۔ اگر فوری طور پر ان کو نہ روکا گیا تو یہ لوگ اپنے معاشرہ سے کٹ جائیں گے۔ اس لئے اس کام کو بن واسی کلیان آشرم نے اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔

(ہند سماچار جالندھر)

اسلام کو مغلوب کرنے کا عیسائی منصوبہ ۸۷۰ ارب ڈالر مختص کر دئے گئے

ہالینڈ۔ اسلام کو ۲۰۲۵ء تک مغلوب کرنے کے مسیحی منصوبہ کا انکشاف ہوا ہے۔ اس منصوبہ کیلئے ۷۰ لاکھ مبلغین اور ۸۷۰ ارب ڈالر مختص کئے گئے ہیں اور اس کیلئے ۱۰ ہزار مواصلاتی چینل کام کریں گے۔ ہفت روزہ ندائے ملت کی ایک رپورٹ کے مطابق عیسائیوں کی بین الاقوامی تنظیموں نے آئندہ صدی کے پہلے ۲۵ سال تک کیلئے یہ منصوبہ بندی کر رکھی ہے۔ اس منصوبہ کے تحت کروڑوں انجیلیں اور دیگر مذہبی کتب تقسیم کی جائیں گی۔ تمام دنیا کے ۲۴ ملین پتوں پر ۳۶۰ زبانوں میں ترجمہ کر کے عیسائیت سے متعلق لٹریچر بھجوایا جائے گا۔ ہر سال اس موضوع پر ۹ لاکھ مختلف کتب شائع ہوں گی۔ ۶۵ ہزار ۱۷۵ مختلف کتب صرف مسیح علیہ السلام کی حیات پر ہوں گی۔ (نوائے وقت لاہور ۱۰ جنوری ۱۹۹۸)

سعادت احمد جاوید ایڈیشنل ناظر امور عامہ میونسپل کمیٹی قادیان کے نائب صدر نامزد

قادیان۔ ۱۴ اپریل کو میونسپل کمیٹی قادیان کے صدر اور نائب صدر کی نامزدگی عمل میں آئی چنانچہ شریمتی اندر جیت کور بھاٹیہ صدر اور مکرم سعادت احمد صاحب جاوید ایڈیشنل ناظر امور عامہ کو نائب صدر نامزد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ یہ تقرری قوم و ملت کیلئے بابرکت فرمائے۔ آمین۔ (محمد لقمان دہلوی نمائندہ بدر قادیان)

درخواست دُعا

خاکسار کی لڑکی ممتاز بیگم کی شادی کرڈاپلی میں ہوئی ہے۔ دُعا کریں کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ ہر دو خاندان کیلئے بابرکت کرے۔ (آمین) اعانت بدر ۱۰۰ روپے۔ (بقاتی خان جماعت احمدیہ نرگاؤں)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air :20 Pound or 40$ U.S.A
By Sea :10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab ((INDIA)

☎ (091) 01872-20757
FAX (091) 01872-20105

Vol - 47 | Thursday, | April 30th 1998 | Issue No :18

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 66)

ضمیمہ انڈیکس

نزلہ ۔ زکام ۔ بخار

فوری ابتدائی علاج

نزلہ زکام کے لئے روزمرہ کے تجربہ میں یہ بات ثابت ہے کہ اگر اس طریق پر آغاز میں علاج کیا جائے تو خدا کے فضل سے نزلے کے بہت سے مریض شفا پا جاتے ہیں۔

جونہی سردی کا احساس ناک کے اندر نمایاں ہو تو کیمفر دینی چاہئے ورنہ بلا تاخیر ایکونائٹ جس طاقت میں بھی میسر ہو، دیدیں۔ ایک ہزار طاقت میں بھی خدا کے فضل سے اچھا اثر دکھاتی ہے۔

اگر چہرہ تپا ہوا ہو اور دھڑکنے والی سر درد کا رجحان بھی پیدا ہو جائے تو پھر ایکونائٹ کے ساتھ بیلاڈونا ۱۰۰۰ بھی ملایا جائے تو مفید ثابت ہوتا ہے۔ ان کی نصف گھنٹے کے وقفہ سے دو خوراکیں کارگر ہوتی ہیں لیکن اگر کچھ آگے بڑھ چکا ہو تو بے سیلینئم ۔ ڈفتھرینئم + انفلوئنزینم ۲۰۰ کی ایک خوراک دو، تین دن روزانہ ایک دفعہ کارگر ثابت ہوتی ہے اور نزلہ، فلو یعنی نزلاتی بخار میں تبدیل ہوئے بغیر بھی قابو میں آ جاتا ہے۔

اگر نزلہ کے ساتھ چھینکیں بھی ہوں تو اس کے ساتھ نیٹرم میور ۲۰۰ ملادیں۔ اگر انفکشن نمایاں ہو اور بخار چڑھ رہا ہو تو

کالی فاس 6X + فیرم فاس 6X + کالی میور 6X + سلیشیا 6X + کلکیریا فلور 6X

ملا کر استعمال کریں اور اگر یہ ادویات کام نہ کریں تو سلفر ۲۰۰ + پائیروجینم ۲۰۰ ملا کر دیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل ادویات کو ان علامات کی روشنی میں یاد رکھیں۔

نیٹرم میور ۲۰۰

نیٹرم میور کا مریض بالکل ٹھنڈا ہوتا ہے۔ پیاس زیادہ اور شدید قبض ہوتی ہے۔ سردرد عموماً گرمی میں ہوتا ہے۔ نمک کھانے کی خواہش زیادہ ہوتی ہے۔

زکام میں پانی سی پتلی رطوبت نکلتی ہے۔

پلسٹیلا ۳۰

زکام میں پانی سی گاڑھی، زرد رنگ کی رطوبت نکلتی ہے، شدید گرمی کا احساس ہوتا ہے۔

ایپس ۳۰

اس دوا میں پیاس کا فقدان ہوتا ہے، گرمی سے تکلیف بڑھتی ہے اور سردی سے آرام آتا ہے۔

کالی بائیکروم ۳۰

اس کے زکام میں گاڑھی لیسدار زرد رطوبت نکلتی ہے، ناک کی جڑھ میں درد ہوتا ہے، رطوبت دھاگے کی مانند نکلتی ہے۔

سورائینم اور جلسیمیم ۲۰۰

اگر مریض بہت زیادہ سردی محسوس کرے تو دونوں دواؤں کو ملاکر استعمال کرے۔

کالی کارب ۲۰۰

اگر مریض بہت زیادہ سردی محسوس کرے۔

سباڈیلا ۳۰

HAY FEVER اور الرجی کی وجہ سے چھینکوں کے دورے شروع ہوں تو اس دوا کا استعمال کریں۔

ایلیم سیپا ۳۰

اگر خزاں کے موسم میں الرجی ہو اور چھینکیں آئیں اور آنکھوں سے سادہ پانی نکلتا ہو اور نزلہ کا اثر کانوں پر بھی ہو تو اس دوا کا استعمال فائدہ مند ہوتا ہے۔

یوفریزیا ۳۰

اگر آنکھوں سے جلن اور خارش پیدا کرنے والا مادہ نکلے اور ناک سے سادہ پانی بہتا ہو تو یوفریزیا دینی چاہئے۔

لیکیسس ۱۰۰۰

موسم بہار میں الرجی سے نزلہ اور شدید چھینکوں کا رجحان ہو تو لیکیسس بہترین دوا ہے۔

ڈلکا مارا ۳۰

موسم بدلنے کے نتیجے میں اور مرطوب موسم میں نزلہ زکام بہت کثرت سے پھیلتا ہے زکام خشک ہوتا ہے اور ناک مکمل طور پر بند ہو جاتا ہے۔

آرسنک البم ۳۰، ۲۰۰

ناک میں جلن ہو، آنکھوں سے بھی جلن اور خراش پیدا کرنے والا پانی بہے اور کمزوری، بےچینی زیادہ ہو تو آرسنک سے فائدہ ہوگا انشاء اللہ۔

کاپچیکم ۳۰

کھانے کی بو سے متلی ہو اور ساتھ نزلاتی کیفیت ہو تو یہ دوا فائدہ دیتی ہے۔

نیٹرم سلف اور نیٹرم فاس ۳۰

شوگر والے مریضوں کے نزلہ میں یہ دوائیں ملا کر دینے سے عموماً فائدہ ہوتا ہے۔

نیٹرم میور اور بے سیلینئم ۲۰۰

نزلہ اگر گلے میں گر رہا ہو تو ان دواؤں کو ملا کر دینے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔

آرنیکا اور یوپیٹوریم ۲۰۰

نزلہ زکام اور بخار کی وجہ سے تمام جسم میں شدید درد ہو تو یہ دوائیں ملا کر استعمال کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

کاکس کیکٹائی ۳۰

پرانا نزلہ جو دھاگوں کی صورت میں نکلے تو اس دوا کا استعمال کریں۔

اوسیلوکوکی نم ۲۰۰

یہ طبی شدید نزلہ، زکام اور بخار کی کیفیت میں نہایت مفید ہے۔

اگر نزلہ سے گلا بھی خراب ہو جائے تو اس کے لئے مندرجہ ذیل نسخوں کو یاد رکھیں۔

برائیٹا کارب + جلسیمیم ۳۰ (اگر نزلہ بہہ رہا ہو اور گلا بھی خراب ہو)
آرنیکا + ایکونائٹ + کاسٹیکم + بیلاڈونا ۳۰ (نزلاتی کیفیت اور گلے کی خرابی)
برائیٹا کارب + بیلاڈونا + کاسٹیکم ۲۰۰ (نزلاتی کیفیت اور گلے کی خرابی)
برائیٹا کارب + بیلاڈونا + کالی میور ۳۰ (نزلاتی کیفیت اور گلے کی خرابی)

مرک سال ۳۰

اگر گلا شدید خراب ہو اور مونہہ سے پانی اور بدبو بھی آتی ہو۔

کھانسی

ایکونائٹ ۲۰۰ تا ۱۰۰۰

کھانسی میں اچانک پن ہوتا ہے، مونہہ اور گلا خشک ہوتا ہے۔ گلے میں اچانک سوجن کا احساس ہوتا ہے۔ یہ دوا شروع میں مفید ہے۔

بیلاڈونا ۳۰

خشک کھانسی، لیکن کھانستے وقت چہرہ اور آنکھیں سرخ اور سر گرم ہوتا ہے، گلے میں شکنجہ کا احساس ہوتا ہے۔

الیومینا ۳۰

گلے میں ہر وقت خراش کے ساتھ پرانی خشک کھانسی ہوتی ہے۔

آرسنک البم ۳۰

خشک کھانسی اور بےچینی۔ خاص طور پر ایسا مریض جس کا ملیریا بگڑ جائے اور کھانسی باقی رہ جائے۔ لمبی بیماری کے بعد مزاج میں وہم ہوتا ہے لیکن مریض نفیس مزاج کا حامل ہوتا ہے۔

آرسنک آئیوڈائیڈ ۳۰

خون کی کمی والا مریض۔ اگر چھینکوں کے ساتھ خشک کھانسی ہو، گلے میں خراش ہو اور گرمی سے تکلیف کا بڑھنا ہو تو اس دوا کو استعمال کریں۔

برومیم ۳۰ خشک کھانسی اور نچلے جبڑے اور گلے کے غدود بڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔

برائیونیا ۳۰ و ۲۰۰

موسم سردی سے گرمی کی طرف بدل رہا ہو۔ خشک کھانسی اور پیاس زیادہ ہو۔ ایسے بچے جن کو سردی آج لگے اور اس کا اثر ۱۲ سے ۲۴ گھنٹوں کے بعد ہو یعنی ۱۲ سے ۲۴ گھنٹوں کے بعد شروع ہو۔ رات کو کھانسی بڑھتی ہے۔

کلکیریا کارب ۳۰

بیلاڈونا جیسی علامات۔ سر گرم پاؤں ٹھنڈے ہوتے ہیں، سر کی طرف خون کا رجحان بڑھ جاتا ہے۔ بیلاڈونا ACUTE دوا ہے اور کلکیریا کارب کرانک۔ اگر بیلاڈونا سے آرام نہ آئے تو کلکیریا کارب دیں۔ فرق یہ ہے کہ بیلاڈونا کا مریض پر خون ہوتا ہے اور اس کا مریض انیمک۔

کلکیریا سلف 6X

شروع میں خشک کھانسی مگر بعد میں بلغمی کھانسی ہوتی ہے۔ PUSS پڑنے کا رجحان ہوتا ہے۔ اس کا مریض گرم مزاج ہوتا ہے۔ لحاف اتار کر آرام پاتا ہے۔

کاسٹیکم ۳۰ و ۲۰۰

جب کھانسی کے ساتھ پیشاب خارج ہو اور صبح کے وقت کھانسی زیادہ ہو۔

اگنیشیا ۳۰

وہ لڑکیاں جو روٹھنے کی عادی ہوں۔ گلے میں خراش اور کھانسی اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ مریضہ کو تشنج آ جاتا ہے۔ ہسٹیرک عورتوں کی کھانسی میں مفید ہے۔

ڈروسرا ۳۰

نمدار موسم میں خشک اور بلغمی کھانسی ہوتی ہے۔ تشنجی کیفیت کالی کھانسی میں مفید ہے۔

ریومیکس ۳۰

خشک کھانسی میں مفید ہے۔ رات ۱۱ بجے کے بعد گلے میں سخت کھجلی ہوتی ہے، لیٹنے سے کھانسی بڑھتی ہے اور کھانسنے سے چھاتی میں درد ہوتا ہے۔ کھانسی سے پیشاب کے قطرے خارج ہوتے ہیں۔

سپونجیا ۳۰، ۲۰۰

خشک کھانسی کی دوا ہے لیکن اس کا دل سے خاص تعلق ہے۔ چھاتی سے آرا کے چلنے کی آواز آتی ہے۔

فاسفورس ۳۰

سردی سے کھانسی کا آغاز ہوتا ہے۔ خشک کھانسی جو گلے یا سینہ میں خراش پیدا کرے اس کی کھانسی گہری ہوتی ہے جن مریضوں میں رجحان تپدق کی طرف ہو ان کے لئے یہ دوا خاص طور پر مفید ہے۔ دمہ کے آغاز میں کھانسی ہو تو برائیونیا اور فاسفورس استعمال کریں۔

کالی کارب ۳۰، ۲۰۰

اس کا مریض سخت جھگڑالو اور ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ شدت کی کھانسی ہوتی ہے۔ گلے میں پھانس اور الٹی کا رجحان اور آنکھ کے پپوٹوں پر سوجن ہوتی ہے۔ سب سے زیادہ کھانسی جن دواؤں میں پائی جاتی ہے ان میں کالی کارب نمایاں ہے۔ لیکن کالی کارب کی ایک خاص علامت یہ بھی ہے کہ مریضہ کو کمر درد اور کھانسی ہوتی ہے اور دردوں کا دائرہ ایسا چھوٹا ہوتا ہے جو انگوٹھے کے نیچے آ جاتا ہے۔

ایلیم سیپا ۳۰

کھانسی جو گلے اور کان کی طرف جائے اور جسم میں ہلکی ہلکی دکھن ہو۔ لیکن ناف کے پاس خاص طور پر دکھن کا احساس ہوتا ہے۔ یہ دوا کھانسی میں بھی مفید ہے۔

سائنا ۳۰

خشک کھانسی ہوتی ہے ایسے بچوں میں جن کو پیٹ کے کیڑوں کی شکایت ہوتی ہے۔ بچہ ہمیشہ ناک کو انگلی سے کھجلاتا رہتا ہے۔

نکس وامیکا ۳۰

خشک کھانسی ہوتی ہے۔ معدہ خراب ہوتا ہے۔ پاخانہ کی نہ رفع ہونے والی حاجت اس کی علامات ہیں۔

سلفر رسٹاکس ۲۰۰

وہ کھانسی جو لگاتار ہو، گلے میں شدید کھجلی ہوتی ہے، نہایت ضدی کھانسی جو ایک منٹ بھی نہ رکے۔ ان کو سلفر اور رسٹاکس باری باری دینے سے آرام ملتا ہے۔

چائنا ۳۰

کمزور افراد میں خشک کھانسی جو رطوبات جسمانیہ کے کافی مقدار میں ضائع ہونے سے پیدا ہو گئی ہو۔

اپی کاک ۳۰

چھاتی میں بلغم آواز پیدا کرے اور کھانستے وقت متلی اور قے کا رجحان ہو۔

لیکیسس ۳۰، ۲۰۰ خشک کھانسی جو حنجرہ پر دباؤ پڑنے اور نیند آنے سے بڑھے

سلفر ۳۰

نہ ٹلنے والی خشک کھانسی ہوتی ہے۔ ہاتھ پاؤں میں جلن ہوتی ہے۔ پتلے افراد عموماً اس کے مریض ہوتے ہیں۔

کیموميلا

بچوں کی خشک کھانسی جو رات کو زیادہ ہو۔ لیکن اس کی خاص علامت چڑچڑے مزاج کے ضدی بچے ہوتے ہیں جو ہر وقت گود میں اٹھائے رہنے کے خواہشمند ہیں۔